مولانا انور شاہ کشمیریؒ
کے علوم و معارف
یعنی حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے
علوم و معارف اور حالاتِ زندگی کا عام فہم دلچسپ مجموعہ
مرتبہ
مولانا محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہ العالی
مجاز بیعت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
الاشاعت
قابل مولوی مسافرخانہ کراچی

باسمہ سبحانہ

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٥

مولانا انور شاہ کشمیریؒ

کے علوم و معارف

یعنی حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے علوم و معارف اور حالات زندگی کا عام فہم دلچسپ گنجینہ

مرتبہ

مولانا محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہ

مجازِ بیعت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

اشاعت اول جون ۱۹۸۰ء
باہتمام خلیل اشرف عثمانی
ناشر دارالاشاعت کراچی ۱
قیمت ....

ملنے کے پتے

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱
مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴ ڈاک خانہ دارالعلوم
ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاول نگر
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

تعارف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہٖ و اولیاءہٖ وبارک وسلم وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ امابعد:

حق تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل واحسان ہے کہ اس نے اس ناچیز و ناکارہ کو افادات حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ سے معارف امدادیہؒ، معارف گنگوہیؒ معارف نانوتویؒ اور جواہرات یعقوبی وغیرہ کے انتخاب کی توفیق عطا فرمائی۔ اور پھر محض اپنے فضل وکرم سے انہیں شرف قبولیت بھی عطا فرمایا کہ اول ملک کے مشاہیر ماہناموں میں بالاقساط طبع ہوئے بعدہٗ کتابی صورت میں بھی اس کے دو دو ایڈیشن طبع ہوکر ختم ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔

اسی بنا پر عرصہ دراز سے دل چاہتا تھا کہ حضرت استاذ الاساتذہ شیخ المحدثین علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ سرہٗ کے علمی جواہر معارف وحکم بھی جمع ہوں۔ مگر چونکہ حضرت حکیم الامت حضرت شاہ صاحب کے معاصرین میں تھے اس لئے ان کے افادات میں صرف ایک موتی خاتمۃ السوانح میں

ملا جو بطور تبرک شروع میں شامل ہے۔ اس لئے خیال تھا کہ ان کے تلامذہ جو بلاشبہ اپنے زمانے کے بحر ذخار علماء اور شمس العلماء والفضلا ہیں، ان کی روایت سے مختصر مجموعہ ترتیب دوں اور یہ ماہنامہ بینات کراچی میں طبع ہو اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہٗ کی اس پر تقریظ ہو مگر ہجوم مشاغل وذواہل میں یہ کام مؤخر ہوتا چلا گیا تا آنکہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اب میں اس رسالے کا ثواب حضرت بنوریؒ کے لئے وقف کرتا ہوں حق سبحانہٗ و تعالیٰ قبول فرمائیں اور حضرت بنوریؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور ان کے مراتب بلند فرمائے۔ آمین۔

جریح الفواد، محتاج دعاء

بندہ محمد اقبال قریشی عفرلہٗ

ہارون آباد

مختصر احوال وسوانح

ولادت باسعادت آپ ۲۷ رشوال المکرم ۱۲۹۲ھ بروزت صبح مقام ودوان علاقہ لولاب (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی مولانا سید معظم شاہ تھا جو خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم وتربیت ساڑھے چار برس کی عمر میں قرآن پاک اپنے والد ماجد سید محمد معظم شاہ سے شروع کیا اور صرف چھ برس کی عمر میں قرآن پاک ختم کرنے کے علاوہ فارسی کے متعدد رسائل بھی پڑھ لئے۔ پھر مولانا غلام محمد صاحب صفی پوری سے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد صرف ۱۳، ۱۴ سال کی عمر میں محض تحصیل علم کی خاطر لولاب کے مرغزاروں اور لالہ زاروں کو چھوڑ کر ضلع ہزارہ (سرحد) تشریف لے گئے۔ اور وہاں متعدد علماء وصلحاء سے علوم عربیہ کی تکمیل فرماتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند کے لئے شد رحال کشمیر اور ہزارہ کے علماء سے استفادہ کے بعد مرکز علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند کی شہرت سن کر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے دیوبند تشریف لے آئے اور یہاں چار سال قیام فرماکر مشاہیر امت اور یکتائے روزگار علماء حضرت مولانا محمود الحسن، صاحبؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارن پوری، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب امرتسریؒ اور حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ ہزاروی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے سامنے زانوئے

تلمذ تہہ کر کے سند فراغت حاصل کی بعدہٗ قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنگوہ تشریف لے گئے اور ان سے سند حدیث کے علاوہ باطنی فیوض حاصل کئے۔

درس و تدریس اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور تین چار سال تک مدرسہ عالیہ امینیہ کے مدرس اول رہے۔ بعد ازاں بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کے سبب کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں کے مشاہیر کی رفاقت میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ سفر حجاز سے واپسی کے بعد خواجگان قصبہ بارہ مولا (کشمیر) میں مدرسہ "فیض عالم" کی بنیاد ڈالی اور تین سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اس کے بعد مشہور جلسہ دستار بندی میں مدعو کئے جانے کے سبب دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور اس کے بعد اپنے اساتذہ کے حکم سے یہیں مدرس ہو گئے۔

سنت نکاح پر عمل حضرت شاہ صاحب پر کچھ شان تجردی کا عکس پڑا تھا اس لئے مجرد رہنا ہی پسند تھا مگر بہ سبب اتباع سنت نبوی اپنے مشفق و محترم استاد حضرت شیخ الہند کے اصرار پر رضا مند ہو گئے اور گنگوہ کے اعلیٰ معزز شریف خاندان میں آپ کی شادی ہو گئی۔

جانشین حضرت شیخ الہندؒ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال حسرت آیات کے بعد آپ بحیثیت صدر اور جانشین شیخ الہند دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند سے علیحدگی ۱۳۴۵ھ میں منتظمین دارالعلوم سے بعض

اصلاحات میں اختلاف کی بنا پر دارالعلوم سے قطع تعلق کر کے ڈابھیل جامعہ اسلامیہ میں تشریف لے گئے اور وہاں ۱۳۵۱ھ تک درس حدیث دیتے رہے۔

وفات حسرت آیات علالت کے سبب آپ دیوبند تشریف لے آئے اور ۲ صفر ۱۳۵۲ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور وہیں مدفون ہوئے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور حضرت علامہ کشمیریؒ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے ایک بار فرمایا کہ مولانا انور شاہ صاحبؒ عالم باعمل ہیں ایک صاحب نے کہا کہ بہت بڑے عالم ہیں تو فرمایا کہ عالم ہونا تو ان کا مسلم ہی ہے[۱]۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے کہ میرے نزدیک حقانیت اسلام کی دلیلوں میں ایک دلیل حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کا امت مسلمہ میں وجود ہے۔ اگر دین اسلام میں کسی قسم کی کجی یا خرابی ہوتی تو آپ دین اسلام سے کنارہ کش ہو جاتے (حیات انور) حضرت حکیم الامت نے اعلاء السنن کی تالیف کے دوران حضرت کشمیری سے استفادہ بھی فرمایا۔ چنانچہ نفحۃ العنبر میں حضرت حکیم الامت تھانوی کے نام حضرت کشمیری کے دو خط فارسی میں موجود ہیں (اس ناچیز نے مذکورہ خطوط کا اردو ترجمہ کرا کر معارف الانوار کے شروع میں تبرکاً شامل کرنا چاہا مگر افسوس باوجود سعی بسیار کے کوئی عالم ایسا نہ ملا جو سلیس ترجمہ کر سکتا اسیطرح مسودہ بھی چار ماہ پڑا رہا۔ اب چار و ناچار اسے اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں)

---

[۱] دیکھو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی آراء مطبوعہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اسی طرح ایک بار شملہ میں حضرت شاہ صاحبؒ کا اعجاز قرآن کے موضوع پر بیان ہوا ادھر علمی مضمون ادھر حضرت شاہ صاحب کا تبحر۔ کچھ اس قسم کے علمی دقیق مضامین بیان فرمائے کہ اکثر سامعین کے کچھ سمجھ میں نہ آئے۔ بعد وعظ اکثر نو تعلیم یافتہ نے بطور اعتراض کے آپس میں کہا کہ مولانا کو یہاں تشریف لانے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ مدرسہ دیوبند میں بیٹھ کر علماء کے سامنے کیوں نہ وعظ کہہ دیا۔ حضرت حکیم الامت کو اس اعتراض کی اطلاع ملی تو دوسرے وقت اپنے وعظ میں اس اعتراض کو نقل کر کے فرمایا کہ:- یہ اعتراض ہی لغو ہے۔ آپ لوگ خود اس کے ذمہ دار ہیں کیونکہ مضمون ہی آپ نے ایسا دیا تھا جو علمی تھا اور جس کو اتنا سہل ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ سب سمجھ سکیں

اور جتنا سہل کیا جا سکتا تھا اتنا بھی قصداً نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں ایک بڑی مصلحت تھی۔ ہمیں یہ بھی دکھانا تھا کہ جب آپ علماء کے اردو کلام کو بھی نہیں سمجھ سکتے تو قرآن و حدیث کو کیا سمجھ سکتے ہیں اور ان سے مسائل مستنبط کرنا تو بہت بڑی بات ہے۔ اب آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ امور دینیہ میں رائے زنی کرنے کے آپ صاحبان ہرگز اہل نہیں (اشرف السوانح جلد ۳)

سبحان اللہ حکیم الامتؒ کو حضرت شاہ صاحب سے کتنا قلبی تعلق تھا کہ آپس کی چہ میگوئی کی اطلاع پاکر مجمع عام میں اس کی تردید فرمائی۔

حضرت کشمیری بھی حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا از حد احترام فرماتے۔ اکثر ان کی خدمت بابرکت میں تشریف لے جاتے۔ ان کے بارے میں فرمایا کرتے

ہم یہاں آئے (یعنی کشمیر سے ہندوستان) تو دین حضرت گنگوہیؒ کے یہاں دیکھا اس کے بعد حضرت استاد مولانا محمود الحسن صاحبؒ اور حضرت رائے پوریؒ کے یہاں دیکھا۔ اب جو دیکھنا چاہے تو وہ مولانا اشرف علی صاحبؒ کے ہاں دیکھے (حیات انور ص ۳۸۷، ۳۸۸) نیز حضرت حکیم الامتؒ کی تفسیر "بیان القرآن" کے بارے میں فرمایا کرتے "بیان القرآن" دیکھ کر تو مجھے اردو کتابوں کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا ورنہ میں سمجھتا تھا کہ اردو میں علوم عالیہ کہاں۔

ذوق شاعری حضرت علامہ کشمیریؒ کو ادب و شاعری کا ذوق بڑا استھرا تھا بے شمار اشعار نوک زبان تھے جو دوران درس طلباء کو سنا کر محظوظ فرماتے تھے۔ اسی طرح خود بھی اشعار لکھ کر دارالعلوم دیوبند کے مشاعروں میں سناتے تاکہ طلباء میں جولانی طبع پیدا ہو۔ عربی و فارسی میں متعدد مرثیے تحریر فرمائے۔ جو ادب و بلاغت کا نادر نمونہ ہیں۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ان کے اشعار دیکھتے تو عش عش کر اٹھتے۔ مرثیہ شیخ الہندؒ کے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ؎

دیدہ دیدہ خیرہ ماند دیدہ فکر و قیاس — حلقہ درسش نماند حلقہ ارشاد نیست
خواندہ باشی آں عزیزاں راں نشانِ دیگر است — ہر کس آخر چوں رشید و قاسم و امداد نیست
کم کسے باشد کہ باشد مثل معروفؒ و جنیدؒ — ہر اتھمے حاتم و ہر شاد چوں ممشاد نیست
نسخہائے دل درون سینہ بیش از بیش نیست — بر فراز حاشیہ ہم حرف زحرف صاد نیست
از سروش ہوش در گوشم رسید آواز غیب — گر چہ اندر فارسی از مدتے انشاد نیست
کہ بگو استاد ما با رحمت اللہ علیہ " — زاد ما یاد دراں روزے کہ بار زاد نیست

۱۳۳۹ھ

سرکارِ دو عالم سے محبت حضرت علامہ مرحوم کی تمام تر زندگی اتباع سنت کا آئینہ دار تھی۔

سنتِ خیر البشر کی پیروی ان کا کمال

اور آخر میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت میں جو کام پیرانہ سالی اور ضعف و علالت کے باوجود فرمایا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے آپ کا سینہ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھا۔

حضرت علامہ کشمیریؒ علمائے عصر کی نظر میں

حضرت علامہ مرحوم کے بارے میں متعدد بحر ذخار علماء نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس سے آپ کی جلالت و عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ کا ارشاد گرامی پہلے نقل ہو چکا ہے اب چند اکابر حضرات علماء کے ارشاد ملاحظہ ہوں

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے آپ کی وفات پر فرمایا۔

"مجھ سے اگر مصر و شام کا کوئی آدمی پوچھتا کہ کیا تم نے حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور سلطان علماء حضرت شیخ عزالدین بن عبد السلام کو دیکھا ہے تو میں استعارۃً کر کے کہہ سکتا تھا کہ ہاں دیکھا ہے کیونکہ صرف زمانہ کا تقدم و تاخر ہے ورنہ اگر حضرت شاہ صاحبؒ بھی چھٹی یا ساتویں صدی میں ہوتے تو اس طرح آپ کے مناقب و محامد بھی اوراق تاریخ کا گراں قدر سرمایہ ہوتے میں محسوس کر رہا ہوں کہ حافظ ابن حجرؒ شیخ تقی الدین، اور سلطان العلماء

کا آج انتقال ہو رہا ہے (نفحۃ العنبر)۔

مؤرخ اسلام | حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ نے فرمایا حضرت شاہ صاحب کی مثال سمندر کے مانند ہے جس کی سطح تو اوپر سے ساکت و ساکن ہو لیکن جس کی گہرائیوں میں گراں قدر اور گراں بہا موتی بھرے ہوں"۔

مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ | کی نظر میں حضرت شاہ صاحب ایک چلتی پھرتی لائبریری تھے۔ (سیرت انور)

شیخ الاسلام | حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ نے فرمایا "میں نے ہندوستان، حجاز، عراق، شام وغیرہ کے علماء فضلاء سے ملاقات کی اور مسائل علمیہ میں ان سے گفتگو کی لیکن تبحر علمی وسعت معلومات، جامعیت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے احاطہ میں شاہ صاحبؒ کا کوئی نظیر نہیں پایا"۔ (سیرت انور)

علامہ رشید رضا مصری | نے فرمایا اگر میں دارالعلوم کو نہ دیکھتا اور شاہ صاحب کی تقریر نہ سنتا تو ہندوستان سے مایوس ہو کر لوٹتا۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

بروایت حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

جنات ہوا میں دفن کئے جاتے ہیں۔ | فرمایا کہ مراد آباد میں ایک مرتبہ مولانا انور شاہ صاحبؒ نے ایک عجیب روایت بیان کی تھی جبکہ ان سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا جنات بھی زمین میں انسان کی طرح دفن کئے جاتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ وہ ہوا میں دفن کئے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ عقلاً تو کچھ مستبعد بھی نہیں کہ جس جوہر سے وہ جسم بنا ہے

مرنے کے بعد اسی میں اس کو پہنچا دیا جائے گا۔ انسان میں مٹی کا عنصر غالب ہے اس کو مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جنات میں کچھ بعید نہیں کہ ناریا ہوا کا عنصر غالب ہو اور اسی مرکز میں ان کو بعد الموت پہنچایا جاتا ہو۔

ہمارے ماموں صاحب ایک ذہین آدمی تھے فرمایا کرتے تھے کہ ہندؤوں میں مردے جلانے کی رسم یوں معلوم ہوتا ہے کہ اپنے دیوتاؤں کے تعامل سے چلی ہے کیونکہ دیوتا ان کے جنات ہیں اور ممکن ہے کہ ان میں بوجہ ناری الاصل[۱] کے جلانے کا اصول ہو ان کو دیکھ کر بے سمجھے ہندؤوں نے بھی ان کی تقلید کر لی۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ کوئی روایت تو نہیں مگر کچھ مستبعد بھی نہیں ص ۲۲۸ اشرف الملفوظات فی مرض الوفات ملحقہ خاتمۃ الاسوانح احقر قریشی غفرلہ

بروایت حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کا اصل واقعہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب میں فوائد لکھتے لکھتے ان آیات پر پہنچا جو حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہیں تو پندرہ دن ان آیات کے متعلق تحقیق و تفتیش میں سرگرداں و پریشان رہا۔ جہاں تک امکان تھا قدیم و جدید تفسیریں اور شروح حدیث کو چھان مارا لیکن کوئی بات ایسی قابل تسکین نہ ملی جس سے یہ خلش دور ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۱] آگ سے پیدا کئے جانے کے سبب ۱۲۔

اس وقت بیمار تھے بیماری کے خیال سے ان کے پاس جانے سے ہچکچاتا تھا۔ جب دیکھا کہ کوئی صورت تسلی واطمینان کی نہیں تو ناچار حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا بے شک ان آیات میں اشکال ہے البتہ میری نظر سے ایک حدیث گذری ہے جو مستدرک حاکم میں ہے ضعف ہی کی حالت میں مستدرک اٹھائی دو چار ورق الٹ پلٹ کر انگلی رکھ کر ایک حدیث بتلا دی کہ اس حدیث میں ان آیات کے متعلق حل نکل سکتا ہے۔ (حیات انور ص ۲۴۹، ص ۳۵۱) حضرت عثمانی مرحوم نے اس حدیث کی مدد سے جو تفسیری فوائد قلمبند فرمائے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ج خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ط وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ط وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (ص آیت ۲۱ تا ۲۵)

اور بھلا آپ کو ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے جبکہ وہ لوگ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر داؤد علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ گھبرا گئے۔ وہ لوگ

کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دیجئے۔ یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دے ڈال اور بات چیت میں مجھے دباتا ہے۔ داؤد نے کہا کہ یہ جو تیری دنبی ہے اسے اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور شرکاء ایک دوسرے پر زیادتیاں کیا کرتے ہیں مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ کم ہیں۔ اور داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع ہوئے ہم نے وہ معاف کر دیا۔ ان کے لئے ہمارے پاس اچھا مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

داؤد علیہ السلام کی وہ خطا کیا تھی جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اس کے متعلق مفسرین نے بہت سے لمبے چوڑے قصے بیان کئے ہیں۔ مگر حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ "قد ذکروا المفسرون ھٰھنا قصۃ اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ" یہاں مفسرین نے جو قصہ نقل کیا ہے وہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے جس سے انبیاء علیہم السلام کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جس کا اتباع ضروری ہے۔ اور حافظ ابو محمد بن حزم نے کتاب الفصل میں بہت شدت سے ان قصوں کی تردید کی ہے۔ باقی ابو حیان وغیرہ نے ان قصوں سے علیحدہ ہو کر آیات کا جو محمل بیان کیا ہے وہ بھی تکلف سے خالی نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک اصل بات وہ ہے جو ابن عباس ؓ سے منقول ہے۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو یہ ابتلاء ایک طرح کی اعجاب کی بناء پر پیش آیا۔ صورت یہ ہوئی کہ داؤد علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ اے پروردگار رات میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں داؤد کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری عبادت، نماز یا تسبیح یا تکبیر میں مشغول نہ رہتا ہو (یہ اس لئے کہا کہ انہوں نے روز و شب کے چوبیس گھنٹے اپنے گھر والوں پر نوبت بہ نوبت تقسیم کر رکھے تھے تاکہ ان کا عبادت خانہ کسی وقت عبادت سے خالی نہ رہنے پائے)، اور بھی کچھ اس قسم کی چیزیں عرض کیں (شاید اپنے حسن انتظام وغیرہ کے متعلق ہوں گی) اللہ تعالےٰ کو یہ بات ناپسند ہوگی)، ارشاد ہوا کہ اے داؤد یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے اگر میری مدد نہ ہو تو تو اس چیز پر قدرت نہیں پا سکتا (ہزار کوشش کرے نہیں نبھا سکے گا) قسم ہے اپنے جلال کی میں تجھ کو ایک روز تیرے نفس کے سپرد کر دوں گا (یعنی اپنی مدد سے ہٹا لوں گا۔ دیکھیں اس وقت تو کہاں تک اپنی عبادت میں مشغول رہ سکتا ہے) داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے اس دن کی خبر دیجئے پس اسی دن فتنہ میں مبتلا ہوگئے (اخرج ھذا الاثر الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقرہ الذھبی فی التلخیص)

یہ روایت بتلاتی ہے کہ فتنہ کی نوعیت صرف اسی قدر ہونی چاہیئے کہ جس وقت حضرت داؤد علیہ السلام عبادت میں مشغول ہوں باوجود پوری کوشش کے مشغول نہ رہ سکیں اور اپنا انتظام قائم نہ رکھ سکیں (حضرت داؤد علیہ السلام

تین دن کی باری رکھی تھی۔ ایک دن دربار اور فصل خصومات کا۔ ایک دن اپنے اہل وعیال کے پاس رہنے کا، ایک دن خالص اللہ کی عبادت کا۔ اس دن خلوت میں رہتے تھے، دربان کسی کو آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک دن عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کئی شخص دیوار پھاند کر ان کے پاس کھڑے ہوئے ہیں بے قاعدہ اور غیر معمولی طریقے سے چند اشخاص نے اچانک عبادت خانے میں داخل ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو گھبرادیا اور ان کے شغل سے ہٹا کر اپنے جھگڑے کی طرف متوجہ کر لیا۔ بڑے بڑے پہرے اور انتظام ان کو داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے نہ روک سکے حضرت داؤد علیہ السلام کو خیال ہوا کہ اللہ نے میرے اس دعوے کی وجہ سے اس فتنہ میں مبتلا کیا (تفسیر عثمانی ج ۲ ص ۸۰۷ تا ۸۰۷) بڑوں کی چھوٹی چھوٹی بات پر گرفت ہوتی ہے اسی لئے ایک آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے (کہ اپنی عبادت کا خاص انتظام قائم نہ رکھ سکے) تاکہ متنبہ ہو کر اپنی غلطی کا تدارک کریں چنانچہ تدارک کیا اور خوب کیا۔

روح حیات کی حقیقت

رہا یہ مسئلہ کہ روح جوہر مجرد ہے جیسا کہ اکثر حکمائے قدیم اور صوفیہ کا مذہب ہے یا جسم نورانی لطیف جیسا کہ جمہور اہلحدیث وغیرہ کی رائے ہے، اس میں میرے نزدیک قول فیصل وہی ہے جو بقیۃ السلف بحر العلوم علامہ سید انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ بالفاظ عارف رومی یہاں تین چیزیں ہیں (۱) وہ جواہر جن میں مادہ اور کمیت دونوں ہوں جیسے ہمارے ابدان مادیہ (۲) جواہر جن میں مادہ نہیں صرف کمیت ہے جنہیں صوفیہ اجسام مثالیہ کہتے ہیں۔ (۳) وہ جواہر جو مادہ اور کمیت دونوں

سے خالی ہو۔ جن کو صوفیہ ارواح یا حکماء جواہر مجردہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ جمہور اہل شرع جنکو روح کہتے ہیں وہ صوفیا کے نزدیک بدن مثالی سے موسوم ہے جو بدن مادی میں حلول کرتا ہے اور بدن مادی کی طرح ہاتھ۔ آنکھ، ناک، کان پاؤں وغیرہ اعضاء رکھتا ہے۔ یہ روح بدن مادی سے کبھی جدا ہو جاتی ہے اور اس جدائی کی حالت میں بھی مجہول الکیفیت علاقہ بدن کے ساتھ قائم رکھ سکتی ہے جس سے حالت موت بدن پر طاری ہونے نہیں پاتی۔ گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کے موافق جو بغوی نے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس وقت روح خود علیحدہ رہتی ہے مگر اس کی شعاع جسد میں پہنچ کر بقائے حیات کا سبب بنتی ہے۔ جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم کرتا ہے یا جیسے آج ہی میں نے اخبار میں ایک تار پڑھا کہ حال ہی میں فرانس کے محکمہ پرواز نے ہوا بازوں کے بغیر طیارے چلا کر خفیہ تجربے کئے ہیں اور تعجب انگیز نتائج رونما ہوئے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حال میں ایک خاص بم پھینکنے والا طیارہ جسمیں کوئی شخص سوار نہ تھا لیکن لاسلکی کے ذریعہ وہ منزل مقصود پر پہنچایا گیا۔ اس طیارہ میں بم بھر کر وہاں گرائے گئے پھر وہ مرکز میں واپس لایا گیا۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ لاسلکی کے ذریعہ سے ہوائی جہاز نے خود بخود جو کام کیا وہ ایسا مکمل ہے جیسا کسی ہوا باز کی مدد سے عمل میں آتا ہے۔ آج کل یورپ میں سوسائٹیاں روح کی تحقیقات کر رہی ہیں انہوں نے بعض ایسے مشاہدات بیان کئے ہیں کہ ایک روح جسم سے علیحدہ تھی اور روح کی ٹانگ پر حملہ کرنے کا اثر جسم مادی کی ٹانگ پر ظاہر ہوا بہر حال اہل شرع جو روح ثابت کرتے ہیں۔ صوفیاء کو

اس کا انکار نہیں بلکہ اگر اس روح مجرد کی بھی کوئی اور روح ہو اور آخر میں کثرت کا سارا سلسلہ سمٹ کر "امر ربی" کی وحدت پر منتہی ہو جائے تو انکار کی ضرورت نہیں۔ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے "منطق الطیر" میں کیا خوب فرمایا۔

ہم ز جملہ بیش وہم پیش از ہمہ جملہ از خود دیدہ و خویش از ہمہ
جاں نہاں در جسم واو در جاں جہاں اے نہاں اندر نہاں اے جان جاں

مذکورہ بالا تقریر سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر چیز میں جو کن کی مخاطب ہوئی ہے روح حیات پائی جائے۔ بے شک میں ہی سمجھتا ہوں کہ ہر مخلوق کی ہر ایک نوع کو اس کی استعداد کے موافق قوی یا ضعیف زندگی ملتی ہے یعنی جس کام کے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہے۔ ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم دینا "کن" (اس کام میں لگ جا) بس یہ ہی اس کی روح حیات ہے جب تک اور جس حد تک یہ اپنی غرض ایجاد کو پورا کرے گی اسی حد تک زندہ سمجھی جائے گی اور جس قدر اس سے بعید ہو کر معطل ہوتی جائے گی اسی قدر موت سے نزدیک یا مردہ کہلائے گی۔ ھٰذا ما عندی و عند الناس ما عندھم واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو الملھم للصواب (تفسیر عثمانی ص ۵۰۴، ۵۰۵)

بروایت حضرت اقدس سیدی ومرشدی مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہ بانی دارالعلوم کراچی

سد یاجوج ماجوج کے متعلق تحقیق

حضرت استاذ حجۃ الاسلام علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس معاملہ میں یہ ہے

کہ اہل یورپ کا یہ کہنا اول تو کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ہم نے ساری دنیا چھان ماری ہے. ہمیں اس دیوار کا پتہ نہیں لگا. کیونکہ اول تو خود انہیں لوگوں کی یہ تصریحات بھی موجود ہیں کہ سیاحت اور تحقیق کی انتہائی معراج پر پہنچنے کے باوجود آج بھی بہت سے جنگل اور دریا اور جزیرے ایسے باقی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ دوسرے یہ بھی احتمال بعید نہیں کہ اب وہ دیوار موجود ہونے کے باوجود پہاڑوں کے گرنے اور ملنے کے سبب ایک پہاڑی کی صورت اختیار کر چکی ہو لیکن کوئی نص قطعی اس کے بھی منافی نہیں ہے کہ قیامت سے پہلے یہ سد ٹوٹ جائے یا کسی دور دراز کے طویل راستہ سے یاجوج ماجوج کی کچھ قومیں اس طرف آسکیں۔ (معارف القرآن سورۃ الکہف البلاغ ذوالحجہ ۱۹ھ ۲۵ ص ۲۶)

یدعون الی النار میں آگ سے مراد اعمال کفریہ ہیں

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (القصص آیت ۴۱) یعنی فرعون کے درباریوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے واسطے پیشوا بنا دیا تھا. مگر یہ غلط کار پیشوا اپنی قوم کو آگ یعنی جہنم کی طرف دعوت دے رہے ہیں. یہاں اکثر مفسرین نے آگ کی طرف دعوت دینے کو استعارہ اور مجاز قرار دیا ہے کہ مراد آگ سے وہ اعمال کفریہ ہیں جن کا نتیجہ جہنم کی آگ میں جانا تھا مگر استاذ محترم نادرہ روزگار حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی تحقیق تبعاً لابن عربی یہ تھی کہ آخرت کی جزا عین عمل ہے انسان کے اعمال وہ جو دنیا میں کرتا ہے برزخ پھر محشر میں اپنی شکلیں بدلیں گے اور جوہری صورتوں میں نیک اعمال گل وگلزار بن کر جنت کی نعمتیں بن جائیں گی اور اعمال کفر و ظلم کی آگ اور سانپ

بچھو اور طرح طرح کے عذابوں کی شکل اختیار کر لیں گے۔ اس سے جو شخص اس دنیا میں کسی کو کفر و ظلم کی طرف بلا رہا ہے۔ اگرچہ اس دنیا میں اس کی شکل آگ کی نہیں مگر حقیقت اس کی آگ ہی ہے۔ اس طرح آیت میں کوئی مجاز یا استعارہ نہیں۔ اپنی حقیقت پر محمول ہے۔ یہ تحقیق اختیار کی جائے تو قرآن کی بے شمار آیات میں مجاز و استعارہ کا تکلف نہیں کرنا پڑے گا۔ مثلاً وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا یعنی سب اہل حشر اپنے کئے ہوئے اعمال کو وہاں حاضر پائیں گے۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا o بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا o الزلزال آیت ۴،۵ (معارف القرآن سورۃ القصص البلاغ رجب ۹۸ھ ص ۱۷، ۵۱)

سورۃ النجم کی ایک آیت کا علمی اشکال اور اس کا جواب

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى) یہاں جو ظاہری شکل میں علمی اشکال ہوتا ہے کہ اوپر کی آیات میں ضمیریں جمہور مفسرین و محدثین نے جبرئیل امین کی طرف راجع کی ہیں اور اگلی آیات میں بھی بقول جمہور مفسرین جبرئیل علیہ السلام ہی کا ذکر ہے تو صرف اس آیت میں اوحیٰ اور عبدہٖ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کرنا نظم و نسق عبارت کے خلاف اور انتشار ضمائر کا موجب ہے۔ اس کا جواب استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہؒ نے یہ دیا ہے کہ نہ یہاں نظم کلام میں کوئی اختلال ہے نہ انتشار ضمائر، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شروع نجم کی شروع آیت میں۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى کا ذکر فرما کر جس مضمون کی ابتدا کی گئی ہے اسی کا نہایت منضبط بیان اس طرح کیا گیا ہے کہ وحی بھیجنے والا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں مگر اس وحی کے پہنچانے میں ایک واسطہ جبرئیل کا تھا چند آیات میں اس واسطہ کی

توثیق پوری طرح کرنے کے بعد پھر اَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ فرمایا تو یہ ابتدائی کلام کا تکملہ ہے اور اس میں انتشار ضمیر اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اَوْحیٰ اور عَبْدِہٖ کی ضمیر میں اس کے سوا کوئی احتمال ہی نہیں کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف راجع ہو اس لئے یہ مرجع پہلے سے متعین ہے اور "مَا اَوْحیٰ" یعنی جو کچھ وحی فرمانا تھا" اس کو مبہم رکھ کر اس کی عظمت و شان کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ صحیح بخاری باب بدأ الوحی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جو وحی کی گئی وہ سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات ہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ صہ ۱۹۸، صہ ۱۹۹)

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ کے ضمن میں رویت باری تعالیٰ شامل ہونیکا احتمال بھی ہے

استاذ محترم حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے سورۃ النجم کی ابتدائی آیات کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے کہ:

(الف) قرآن کریم نے اپنے عام اسلوب کے مطابق سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں دو واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک واقعہ جبرئیل امین علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں اس وقت دیکھنے کا ہے جبکہ آپ فترتِ وحی کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں کسی جگہ جا رہے تھے اور یہ واقعہ اسراء معراج سے پہلے کا ہے۔

(ب) دوسرا واقعہ شب معراج کا ہے جس میں جبرئیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دوبارہ دیکھنے سے کہیں زیادہ دوسرے عجائب اور اللہ تعالیٰ کی آیات کبریٰ کا دیکھنا مقصود ہے ان آیات کبریٰ میں خود حق تعالیٰ سبحانہٗ کی زیارت و رویت کا شامل ہونا بھی محتمل ہے (معارف القرآن ج ۸ صہ ۲۰۳)

جزاء عین عمل ہے

وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا۔ یعنی سب اہل محشر اپنے کئے ہوئے اعمال کو حاضر پائیں گے۔ اس کا مفہوم عام طور پر حضرات مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ اپنے کئے ہوئے اعمال کی جزا کو حاضر موجود پائیں گے۔ ہمارے استاد حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں روایات حدیث بے شمار اس پر شاہد ہیں کہ یہی اعمال دنیا آخرت کی جزا و سزا بن جائیں گے ان کی شکلیں وہاں بدل جائیں گی۔ نیک اعمال جنت کی نعمتوں کی شکل اختیار کر لیں گے۔ برے اعمال جہنم کی آگ اور سانپ بچھو بن جائیں گے۔

احادیث میں ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کا مال قبر میں ایک بڑے سانپ کی شکل میں آکر اس کو ڈسے گا اور کہے گا کہ "اَنَا مَالُكَ" (میں تیرا مال ہوں) نیک اعمال ایک حسین انسان کی شکل میں انسان کی قبر کی تنہائی اور وحشت دور کرنے کے لئے اس دلانے آئے گا۔ قربانی کے جانور پل صراط کی سواری بنیں گے۔ انسان کے گناہ محشر میں بوجھ کی شکل میں ہر ایک کے سر پر لادے جائیں گے قرآن میں یتیموں کے مال کو ناحق کھانے کے بارے میں اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا اور یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں، ان تمام آیات و روایات کو عموماً مجاز پر محمول کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس تحقیق کو لیا جائے تو ان میں کسی جگہ مجاز کی ضرورت نہیں رہتی۔ سب آیتیں اپنی حقیقت پر رہتی ہیں۔ قرآن کریم نے یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کو آگ فرمایا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ اس وقت بھی آگ ہی ہے مگر اس کے آثار محسوس ہونے کے لئے اس دنیا

سے گذر جانا شرط ہے جیسے کوئی دیا سلائی کے بکس کو آگ کہے تو صحیح ہے مگر اس کے آگ ہونے کے لئے رگڑ کی شرط ہے اسی طرح کوئی پٹرول کو آگ کہے تو صحیح ہے اگرچہ اس کے لئے ذرا سی آگ سے اتصال شرط ہے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ انسان جو کچھ نیک یا بد عمل دنیا میں کرتا ہے یہ عمل ہی آخرت میں جزاء و سزا کی شکل اختیار کرے گا اس وقت اس کے آثار و علامات اس دنیا سے الگ دوسرے ہو جائیں گے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۷۴)

حضرت استاذ قدس سرہٗ کی ایک وصیت

اہل علم کے لئے قابل قدر ہدایت

احقر جب ۱۳۲۶ھ میں دارالعلوم دیوبند کے نصاب تعلیم سے فارغ ہوا تو کاٹھیاواڑ کے شہر ویراول کے ایک عربی مدرسہ میں خدمت درس کے لئے مجھے بلایا گیا۔ بعض اکابر نے اس کی موافقت فرمائی اس لئے جانے کا ارادہ کر لیا مگر پھر میرے محسن و مربی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مجھے دارالعلوم ہی میں خدمت درس کے لئے روک لیا اس لئے مجھے جانے کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ ارادہ فسخ کرنے سے پہلے احقر کے اپنے استاذ محترم استاذ الاساتذہ مجمع العلوم و فنون حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ سے جانے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ اب تک تو اساتذہ کے زیر سایہ کوئی ذمہ داری نہ تھی۔ وہاں کوئی ایسے بزرگ سر پر نہ ہوں گے جن

سے مشکلات میں رجوع کیا جا سکے تو ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ہر فن کی چند کتابوں کے نام بتاتا ہوں ان کو مطالعہ میں رکھو انشاء اللہ سب مشکلات کا حل ثابت ہوں گی۔

یہ کام اسی علوم فنون کے بحر ذخار کا تھا جس کی نظر علوم کے سب کتب خانوں پر پوری طرح حاوی اور خداداد حافظہ، ایک ایسا خزانہ تھا جس میں جو چیز پڑ گئی محفوظ ہو گئی۔ احقر نے مجلس سے اٹھنے کے بعد جو یاد رہی ان کو تحریر کر لیا تھا۔ برادرانِ اہل علم کے لئے پیش کرتا ہوں۔

فن حدیث میں	فتح الباری۔ شرح بخاری
فقہ میں	بدائع اور ہدایہ
اصول فقہ میں	تحریر الاصول ابن ہمام اور اس کی تلخیصات جو بعض علماء نے کی ہیں۔
علم معانی و بدائع میں	شرح تلخیص المفتاح بہاء الدین
فن نحو میں	اشمونی
فن منطق میں	شرح مسلم بحر العلوم

(ثمرات الاوراق ملحقہ کشکول ص ۲۱۷، ص ۲۱۸)

فتنہ قادیانیت یا مرزائیت کے ارتداد کی خصوصی فکر

میں حسب عادت ایک روز استاد محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کی دائمی عادت کے خلاف یہ دیکھا کہ ان کے سامنے کوئی کتاب زیر مطالعہ نہیں ہے خالی بیٹھے ہوئے

ہیں اور چہرے پر فکر کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیسا مزاج ہے
فرمایا کہ بھائی مزاج کیا پوچھتے ہو۔؟ قادیانیت کا ارتداد اور کفر کا سیلاب
امنڈتا چلا آتا ہے صرف ہندوستان میں نہیں عراق و بغداد میں ان کا فتنہ
سخت ہوتا جاتا ہے اور ہمارے علماء و عوام کو اس طرف توجہ نہیں، ہم نے
جمیعت علمائے ہند میں یہ تجویز پاس کرائی تھی کہ دس رسالے مختلف موضوعات
متعلقہ قادیانیت پر عربی زبان میں لکھے جائیں اور ان کو طبع کرا کر ان بلاد اسلامیہ
میں بھیجا جائے، مگر اب کوئی کام کرنے والا نہیں ملتا۔ اس کام کی اہمیت
لوگوں کے خیال میں نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اپنی استعداد پر تو بھروسہ
نہیں لیکن حکم ہو تو کچھ لکھ کر پیش کروں ملاحظہ کے بعد کچھ مفید معلوم ہو تو
شائع کیا جائے ورنہ بے کار ہونا تو ظاہر ہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ مسئلہ
ختم نبوت پر لکھو۔

چنانچہ حسب ارشاد سیدی حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے ہدیۃ المہدیین
فی آیۃ خاتم النبیین لکھ کر پیش کیا تو حضرت دیکھتے جاتے تھے اور دعائیہ کلمات
زبان پر تھے رسالہ کا نام خود ہی تحریر فرمایا اور ایک صفحہ بطور تقریظ تحریر فرمایا۔

ملحدین زمانہ کے وساوس کا ارتداد مسئلہ حنفیت اور شافعیت سے زیادہ اہم ہے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم چند خدام جلسہ قادیان میں حضرت ممدوح کے ساتھ حاضر تھے۔ صبح کی نماز
کے بعد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اپنے مخصوص تلامذہ حاضرین
کو خطاب فرمایا کہ ”زمانہ کو الحاد کے فتنوں نے گھیر لیا اور قادیانی دجال کا فتنہ

ان سب میں زیادہ شدت اختیار کر رہا ہے اب ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی عمر و توانائی کا بڑا حصہ اور درس حدیث کا اہم موضوع حنفیت و شافعیت کو بنائے رکھا ملحدین زمانہ کے وساوس کی طرف توجہ نہ رہی حالانکہ ان کا فتنہ مسئلہ حنفیت و شافعیت سے کہیں زیادہ اہم تھا۔ اب قادیانی فتنہ کی شدت نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا تو میں نے متعلقہ مسائل کا کچھ مواد جمع کیا ہے اگر اس کو میں خود تصنیف کی صورت سے مدون کردوں تو میرا طرز ایک خالص علمی اصلاحی رنگ کا ہے اور زمانہ قحط الرجال کا ہے۔ اس قسم کی تحریر کو نہ صرف یہ کہ پسند نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا فائدہ بھی بہت محدود ہے میں نے مسئلہ قرأت فاتحہ خلف الامام پر ایک جامع رسالہ "فصل الخطاب" بزبان عربی تحریر کیا ہے، اہل علم اور طلباء میں عموماً مفت تقسیم کیا لیکن اکثر لوگوں کو یہی شکایت کرتے سنا کہ پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے آپ لوگ کچھ ہمت کریں تو یہ مواد میں آپ کو دیدوں۔ اس وقت حاضرین میں چار آدمی تھے۔ احقر ناکارہ (حضرت مفتی اعظم پاکستان سیدی و مرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا سید مولانا مرتضٰی حسن صاحب حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ہم چاروں نے عرض کیا کہ جو حکم ہو ہم امتثال امر کو سعادت کبریٰ سمجھتے ہیں۔

اسی وقت فرمایا کہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے علمی طور پر تین کام کرنے ہیں اول مسئلہ ختم نبوت پر ایک محققانہ مکمل تصنیف جس میں مرزائیوں

کے شبہات واوہام کا ازالہ بھی ہو۔
دوسرے حیات حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مسئلہ کی مکمل تحقیق قرآن وحدیث اور آثار سلف سے مع ازالہ شبہات ملحدین تیسرے خود مرزا کی زندگی، اس کے گرے ہوئے اخلاق اور متعارض و متہافت اقوال اور انبیاء و اولیاء و علماء کی شان میں اس کی گستاخیاں اور گندی گالیاں اس کا دعویٰ نبوت و وحی اور متضاد قسم کے دعوے ان سب چیزوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ اس کی کتابوں سے مع حوالہ جمع کرنا جس سے مسلمانوں کو اس فرقہ کی حقیقت معلوم ہو۔ در اصل یہ ہے کہ اس فتنہ کی مدافعت کے لئے یہی چیز اہم اور کافی ہے۔ مگر چونکہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے خواہ مخواہ کچھ علمی مسائل میں عوام کو الجھا دیا ہے ان سے بھی اغماض نہیں کیا جا سکتا۔
پھر فرمایا کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق تو یہ صاحب (حضرت مفتی اعظم پاکستان) ایک جامع رسالہ عربی زبان میں لکھ چکے ہیں اور اردو میں لکھ رہے ہیں اور آخر الذکر معاملہ کے متعلق مواد فراہم کر کے مدون کرنے کا سب سے بہتر کام حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کر سکیں گے۔ اس معاملہ میں ان کی معلومات بھی کافی ہیں اور مرزائی کتابوں کا پورا ذخیرہ بھی ان کے پاس ہے۔ وہ اس کام کو اپنے ذمہ لے کر جلد پورا کریں۔
اب مسئلہ رفع وحیات عیسٰی علیہ السلام رہ جاتا ہے اس کے متعلق میرے پاس کافی مواد جمع ہے آپ تینوں صاحب دیوبند پہنچ کر مجھ سے

لے لیں اور اپنے اپنے طرز پر لکھیں۔ یہ مجلس ختم ہو گئی مگر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے قلبی تاثرات اپنا ایک گہرا نقش ہمارے دلوں پر چھوڑ گئے دیوبند واپس آتے ہی ہم تینوں حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ حیات عیسیٰ سے متعلق مواد حاصل کیا۔ حضرت مولانا بدر عالم صاحب نے آیت اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کی تفسیر متعلقہ مواد کے ساتھ ایک مستقل رسالہ الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح تحریر فرمایا جو علمی رنگ میں لاجواب سمجھا گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے پسند فرما کر اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے

اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک جامع اور محققانہ رسالہ اپنے مخصوص انداز میں بنام "کلمۃ السر فی حیوۃ روح السر تصنیف فرما کر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت ممدوح نے اسے پسند فرما کر تقریظ تحریر فرمائی۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات یا نزول فی آخر الزمان کے متعلقہ جملہ مستند و معتبر روایات حدیث یکجا فرما کر رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" تحریر فرمایا۔ اس کے بعد ختم نبوت پر ایک مستقل کتاب حضرت ممدوح کے ارشاد پر تحریر فرمائی جو تین حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ ختم نبوت فی القرآن جس میں دو سو دس احادیث معتبرہ سے اس مسئلہ کا مکمل ثبوت اور منکرین کا جواب پیش کیا گیا۔

دوسرا ختم النبوت فی الحدیث۔ جسمیں دوسو دس احادیث معتبرہ سے اس مسئلہ کا مکمل ثبوت اور منکرین کا جواب پیش کیا گیا۔

تیسرا ختم النبوت فی الآثار۔ جسمیں سیکڑوں اقوال صحابہ وتابعین اور ائمہ دین اس کے ثبوت اور منکرین اور اس کی تاویلات باطلہ کے رد کے متعلق نہایت صاف وصریح نقل کئے گئے۔

اس کے علاوہ رسالہ دعاوی مرزا اور مسیح موعود کی پہچان بھی تحریر کئے گئے اسی طرح مخدومنا حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسب الحکم چند رسائل تحریر فرمائے جن کے نام یہ ہیں۔ قادیان میں قیامت خیز بھونچال۔ اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب فتح قادیان۔ مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج، مرزا اور مرزائیوں کو دربارہ نبوت سے چیلنج (حیات انور صہ۲۵۳ تا صہ۲۵۶ ملخصًا۔

اسلام اور ایمان کا فرق لغت میں ایمان کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام اطاعت وفرماں برداری کا۔ میرے استاد محترم حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون کو اسطرح بیان فرماتے تھے کہ ایمان اور اسلام کی مسافت ایک ہے فرق صرف ابتداء وانتہا میں ہے یعنی ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور عمل پر پہنچ کر مکمل ہوتا ہے اور اسلام ظاہر عمل سے شروع ہوتا ہے اور قلب پر پہنچ کر مکمل سمجھا جاتا ہے اگر تصدیق قلبی ظاہری اقرار واطاعت تک نہ پہنچے وہ تصدیق ایمان معتبر نہیں اسی طرح اگر ظاہری اطاعت واقرار تصدیق قلبی تک نہ پہنچے تو وہ اسلام معتبر نہیں (معارف القرآن ج ۱ صہ۵۷، صہ۵۸، صہ۵۹)

ایک ہندو منشی کا بے نظیر قطعہ

فرمایا غالباً حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہندو منشی تھا جس نے ایک مرتبہ غبن کے جرم کا ارتکاب کیا جس کی پاداش میں اس کی آنکھیں نکلوادی گئیں۔ اس ہندو منشی نے نابینا ہو جانے پر ایک بے نظیر قطعہ کہا ہے ؎

بسیار گفتم نفسِ دُنی را ناکردہ باید ناکردنی را
نشنید از من ایں نفس کافر تا دید آخر نادیدنی را

(تراشے از مولانا محمد تقی عثمانی صاحب البلاغ شوال ۱۳۹۲ھ)

ایک عمدہ شعر

فرمایا حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شعری و ادبی ذوق بڑا ستھرا تھا۔ درس حدیث کے دوران کبھی کبھی وہ اپنے پسندیدہ اشعار سناتے تھے۔ ان کے انتخاب سے ان کے مذاق سلیم کا اندازہ ہوتا تھا انہی کا سنایا ہوا ایک غزل کا شعر یاد آگیا۔

راستی فتنہ انگیز است سرو قد دوست
ہستی ماجز دروغ مصلحت آمیز نیست

(تراشے البلاغ ص۵۶ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

قبر اور حشر میں اجتہادی مسائل کا سوال نہ ہوگا

قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور حضرت سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے ایک سال اسی جلسہ پر تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ تھا ایک صبح نماز فجر کے وقت

اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت سر پکڑے ہوئے مغموم بیٹھے ہیں، میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے کہا ہاں ٹھیک ہی ہے، میاں مزاج کیا پوچھتے ہو عمر ضائع کر دی۔

میں نے عرض کیا حضرتؒ! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں دین کی اشاعت میں گزری ہے، ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی۔ فرمایا میں تمہیں صحیح کہتا ہوں عمر ضائع کر دی، میں نے عرض کیا حضرت بات کیا ہے؟ فرمایا ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں، امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح کو ثابت کر دیں، یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا تقریروں کا، علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی، ابو حنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے۔ وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا وہ تو ہمارے محتاج نہیں اور امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے مسالک کے فقہاء جن کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں کیا حاصل ہے اس کا، سوائے اس کے کہ کچھ نہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو صواب محتمل الخطاء (درست مسلک جس میں غلطی کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے مسالک کو خطا محتمل الصواب (غلط مسلک جس کے حق ہونے

کا احتمال موجود ہے، کہیں اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں، ان تمام بحثوں تدقیقات اور تحقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں ارے میاں اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کونسا خطا، اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا دنیا میں بھی تمام تر تحقیقات و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح ہے اور وہ بھی صحیح ہے۔ یا یہ کہ یہ صحیح ہے لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطا ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو، دنیا میں تو یہ ہے قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا آمین بالسر حق تھی، برزخ میں بھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہوگا

فروعی بحثوں کو چھوڑ کر الحاد گمراہی کا مقابلہ کرنا اولیٰ ہے

حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ یہ تھے، اللہ تعالیٰ شافعیؒ کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہؒ کو نہ مالکؒ کو نہ احمد بن حنبلؒ کو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے جنہوں نے نور ہدایت چار سو پھیلایا جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گذریں اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدان حشر میں کھڑا کرکے یہ معلوم کرے کہ ابو حنیفہؒ نے صحیح کہا تھا یا شافعیؒ نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس یہ نہیں ہوگا تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ

میں نہ محشر میں، اس کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی اپنی قوت صرف کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے تھے جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا۔ اور وہ منکرات جنکو مٹانے کی کوشش ہم پہ فرض کی گئی تھی، آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی، یہ ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے واغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں اور منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے رہنا چاہئیے تھا وہ پھیل رہے ہیں، گمراہی پھیل رہی ہے الحاد آ رہا ہے شرک و بت پرستی چل رہی ہے، حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فروعی بحثوں میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کر دی۔ (وحدت امت ص۱۸ تا ص۲۰)

گلستاں اور بوستاں کی بے حد تعریف

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب کو ہر علم و فن میں کمال عطا فرمایا تھا اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو اللہ تعالے کے فضل و کرم سے حریری جیسے ادباء کا معارضہ کر سکتا ہوں اور زمخشری سے بہتر اور جرجانی سے بہتر نثر لکھ سکتا ہوں لیکن دو کتابیں ایسی ہیں جن کی نقل اتارنا بھی میرے لئے مشکل ہے ایک ہدایہ دوسری گلستان (البلاغ مفتی اعظم نمبر ص۲۷۸)۔

ہم اپنے اوپر سے پھلانگ کر دوزخ جانے والے کے پاؤں پکڑ لیں گے۔

حضرت شاہ صاحبؒ جن دنوں فتنہ قادیانیت کی تردید کے سلسلہ میں لاہور تشریف فرما تھے اس زمانہ میں مہر اور سالک (مرحوم)، پنجاب کے مشہور صحافی اور اہل قلم مانے جاتے تھے۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب اور علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تشریف آوری پر اخبارات میں یہ سرخی لگائی "لاہور میں علم وعرفان کی بارش" اور پھر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اثنائے گفتگو میں سود کا مسئلہ چل نکلا۔ مولانا سالک مرحوم نے حضرت علامہ عثمانیؒ سے سوال کیا کہ موجودہ بنک انٹرسٹ کو سود قرار دینے کی کیا وجہ ہے؟ علامہ عثمانیؒ نے ان کو جواب دیا مگر انہوں نے پھر سوال کر لیا اس طرح سوال و جواب کا یہ سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ علامہ عثمانی بارہا مفصل جواب دیتے مگر وہ پھر کوئی اعتراض کر دیتے۔ وہ اپنی گفتگو میں ان لوگوں کی وکالت کر رہے تھے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر بنکوں کو علماء جائز قرار دے دیں تو مسلمانوں کے حق میں شاید مفید ہو، حضرت شاہ صاحبؒ مجلس میں تشریف فرما تھے حضرت کی عادت چونکہ یہ تھی کہ شدید ضرورت کے بغیر بولتے نہ تھے نہ اپنا علم جتانے کا معمول تھا اس لئے علامہ عثمانی قدس سرہ کی گفتگو کو کافی سمجھ کر خاموش بیٹھے تھے لیکن جب یہ بحث لمبی ہونے لگی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے مداخلت کی اور بے تکلفی سے فرمایا "دیکھو بھائی سالک، تم ہو سالک، میں ہوں مجذوب، میری بات کا برا نہ ماننا بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بنایا

ہوا جہنم بہت وسیع ہے اگر کسی شخص کا وہاں جانے کا ارادہ ہو تو اسمیں کوئی تنگی نہیں ہے ہم اس کو روکنے والے کون ؛ ہاں البتہ اگر کوئی شخص ہماری گردن پر پاؤں رکھ کر جہنم میں جانا چاہے گا تو ہم اس کی ٹانگ پکڑ لیں گے (البلاغ مفتی اعظم نمبر ص۲۸۴، ص۲۸۵)

ایک ہندو شاعر کے چند اشعار | حضرت شاہ صاحبؒ کی مادری زبان اگرچہ اردو نہ تھی لیکن اردو زبان کے محاورے بڑے برمحل استعمال فرماتے تھے اور درس میں منتخب اردو اشعار سناتے رہتے تھے اور جب کوئی ادب بلاغت کا مسئلہ بیان ہوتا تو فرماتے "یہ معاملہ ہے ذوق کا اور ذوق مر گیا دلی میں" ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک ہندو شاعر نے بڑے سہل ممتنع انداز میں حضرت علیؓ کے زمانے کے مشاجرات کا سبب نظم میں بیان کیا ہے ؎

اک روز مرتضیٰ سے کسی نے یہ عرض کی
اے نائب رسول امیں دام ظلکم

بوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں چین تھا
عثمانؓ کے عہد میں بھی لبریز تھا یہ خم

کیوں آپؓ ہی کے عہد میں جھگڑے یہ پڑ گئے
اپنی تو عقل ہو گئی اس مسئلہ میں گم

کہنے لگے یہ بات کوئی پوچھنے کی ہے
ان کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر تم

(البلاغ مفتی اعظم نمبر ص۲۸۶)

مذاہب اربعہ کے برحق ہونے کا مفہوم | فرمایا چاروں فقہی مذاہب۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے برحق ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا اجتہاد ماجور ہے اور مقلدین کے لئے اس کی تقلید جائز ہے لیکن جہاں تک "حق نفس الامری کا تعلق ہے

وہ واحد ہی ہے لیکن اس واحد کی تعیین کا کوئی راستہ نہیں۔ دنیا میں تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ سلسلہ نبوت منقطع ہو چکا البتہ آخرت میں اس بات کا امکان تھا کہ وہاں اس حقیقت کو کھول دیا جائے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس مسئلہ کو نہیں کھولیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ جن فقہائے امت نے اخلاص للہیت کے ساتھ دین کی خدمت کی ان میں سے کسی کی تغلیط فرما کر اللہ تعالیٰ اس کو حشر میں رسوا کرے اس سے ظاہر یہی ہے کہ اس حق نفس الامری کی تعیین آخرت میں بھی نہیں ہو گی۔ (البلاغ مفتی اعظم نمبر صہ ۲۷۹)

ہمارے علم سے دین حاصل ہوتا ہے

حضرت شاہ صاحبؒ اپنے درس میں صرف علمی تحقیقات بیان فرمانے پر اکتفاء نہیں کرتے تھے بلکہ ساتھ ساتھ طلباء کو اعمال و اخلاق کی اصلاح کی طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے اسی طرح ایک روز طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہمارے اس علم میں دنیا تو کبھی تھی ہی نہیں ہاں اس کے ذریعہ دین ملا کرتا تھا افسوس کہ وہ تم نے نہ لیا خسر الدنیا والاخرۃ (البلاغ مفتی اعظم نمبر صہ ۲۷۸)

بروایت حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مد ظلہم مہتمم دار العلوم دیوبند

جہل ہمارا سچا دوست ہے

فرمایا ہمارے استاد حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

تھا تو مزاحی کلمہ مگر واقعی حقیقت ہے فرماتے تھے کہ ہمارا علم منافق ہے اور جہل ہمارا سچا دوست ہے کہ کہیں ساتھ نہیں چھوڑتا علم منافق ہے، کہ کہیں آیا کہیں چلا گیا۔ (مثلاً کسی کو ہزار مسئلے معلوم ہوں گے یا دس ہزار مسائل ازبر ہوں گے۔ اس سے آگے جہالت ہی ہے اسی طرح دوسرے علوم و فنون کا حال ہے۔ (علم اور زیادتِ علم، تقریر دار العلوم کراچی)

حضرت حاجی امیر شاہ خان صاحبؒ

فرمایا ہم نے ایسے لوگوں کی زیارت کی ہے جو ضابطہ کے عالم نہیں تھے مگر علماء ان سے مسئلے پوچھتے تھے۔ حاجی امیر شاہ خاں صاحبؒ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سے تھے اور عالم نہیں تھے۔ معمولی نوشت وخواند یا فارسی جانتے تھے لیکن حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ جیسا متبحر عالم جن کو ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب چلتا پھرتا کتب خانہ ہیں کسی کلامی مسئلے میں اٹکتے تو فرماتے کہ خاں صاحب کے پاس چلو، ان سے کچھ علم حاصل ہوگا اور ان سے جاکر پوچھتے، کوئی نہ کوئی علم نکلتا وہ بزرگوں کی بات بتلاتے اور شاہ صاحبؒ کا راستہ کھل جاتا تو ایک بے پڑھا لکھا ذریعہ بنتا ہے زبردست عالم کے اضافہ علم کا۔

(علم اور زیادت علم، تقریر بہ موقع دار العلوم کراچی، الرشید ساہیوال ص۲۳ جنوری ۷۶ء)

اسناد متصل کا نقلی سلسلہ

دورانِ درس ایک بار پچھلی صف میں سے کسی طالب علم نے سوال کیا مگر مہمل انداز سے فرمایا کہ جاہل تجھے معلوم نہیں کہ میں اسناد متصل کرنا بھی جانتا ہوں۔ جانتا

جانتا ہے کس طرح اسناد متصل ہو گی۔ میں اس اپنے پاس والے کو تھپڑ ماروں گا وہ اپنے پاس والے کو تھپڑ مارے گا، وہ اپنے پاس والے کو تھپڑ مارے گا یہاں تک کہ یہ تھپڑ کا فعلی سلسلہ تجھ تک پہنچ جائے گا (نور الانور) جہاں یہ یکبارنہ انداز میں تہدید بھی وہاں اسناد متصل کی عجیب وغریب مثال اور مزاح بھی تھا۔

انگریز کے ہندوستان جلد چھوڑ جانے کی بشارت

ایک دفعہ مرض وفات میں ۱۹۴۷ء کے انقلاب سے سولہ سترہ سال پہلے مولانا حامد الانصاری غازی سے خطاب کر کے فرمانے لگے کہ "بھائی ہمیں اب یقین ہو گیا ہے کہ انگریز ہندوستان سے نکل جائے گا کیونکہ اس نے قدرتی اشیاء پر بھی ٹیکس عائد کر دیئے ہیں۔ ہوا پر ٹیکس، فضا پر ٹیکس، پانی پر ٹیکس، نمک پر ٹیکس۔ جن چیزوں کو قدرت نے آزاد رکھا تھا ان پر پابندی عائد کرنا قدرت کا مقابلہ ہے جس کے بعد زیادہ دیر تک بقا نہیں ہو سکتی۔ اس سے ہمیں اب یقین ہے کہ انگریز کے جانے کے دن قریب آ گئے ہیں۔ (نور الانوار ملخصہ حیات انور ص ۲۲۸، ۲۲۹)

مسئلہ استوا علی العرش اور حافظ ابن تیمیہ

ایک بار غالباً استوا علی العرش کے مسئلے پر کلام فرماتے ہوئے حافظ ابن تیمیہ اور ان کے مسلک اور دلائل کا تذکرہ آیا تو پہلے اسے شرح و بسط سے بیان فرمایا پھر ان کے علم کی عظمت و شان کو کافی دقیع اور عظیم بنتے بھرے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ حافظ

ابن تیمیہ جبال علوم میں سے ہیں۔ ان کی رفعت شان اور جلالت قدر کا یہ عالم ہے کہ اگر میں ان کی عظمت کو سر اٹھا کر دیکھوں تو ٹوپی پیچھے کی طرف گر جائے گی اور پھر بھی نہ دیکھ سکوں گا۔ لیکن بایں ہمہ مسئلہ استوا علی العرش میں یہاں آنے کا ارادہ کریں گے تو درس گاہ میں نہیں گھسنے دوں گا۔

علم دین کا بے مثال ادب

خود ہی فرمایا کہ "میں کتاب کو اپنا تابع نہیں کرتا بلکہ خود ہی ہمیشہ کتاب کے تابع ہو کر مطالعہ کیا کرتا ہوں"۔ چنانچہ سفر و حضر میں ہم لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ لیٹ کر مطالعہ کر رہے ہوں بلکہ کتاب کو سامنے رکھ کر مؤدب انداز سے بیٹھتے گویا شیخ کے آگے بیٹھے ہوئے استفادہ کر رہے ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ "ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک کبھی دینیات کی کتاب کا مطالعہ میں نے بے وضو نہیں کیا۔ (حیات انور ص ۲۳۲، ص ۲۳۳)

شمس العلماء والفضلاء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہم

مولانا عبدالحی لکھنوی کے بارے میں

ہمارے استاذ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "مولانا عبدالحی لکھنوی نقل میں ثقہ ہیں لیکن میرے دل میں ان کا احترام ان کے تقوی کی وجہ سے ہے کہ ان کے ایک شاگرد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مولانا لکھنوی کی خدمت میں سات برس رہا لیکن کثرت مخالفین کے باوجود میں نے ان سے کوئی کلمہ غیبت کا اس پوری مدت

میں نہیں سنا"۔ (حضرت استاذ کشمیریؒ فرماتے تھے) "یہ وہ وصف ہے کہ عوام میں کیا اکثر علماء میں بھی نایاب ہے"۔ (سوانح حضرت مولانا رسول خانصاحبؒ)

بروایت حضرت مولانا بدرِ عالم صاحبؒ میرٹھی مؤلف ترجمان السنّۃ

ایمان کا لغوی ترجمہ

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان کا ترجمہ جاننا، یقین کرنا یا تصدیق کرنا اچھا نہیں۔ اس سے ایمان کی پوری حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ اس کا ترجمہ ہے "ماننا"۔ بقول شاعر ؎

اتنی ہی تو ہے بس کسر تم میں　　کہنا نہیں مانتے کسی کا

(ترجمان السنّۃ جلد ا صـ۲۷)

بروایت شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری فرماتے ہیں ۔

مجموعہ کون بود در کتم عدم　　از حرف کن آمدہ بایں در قدم

فعلی است کہ بے مادہ قدرت او کرد　　کو ضرب وجود سے بعدم نیست قدم

یعنی یہ تمام عالم پہلے پردہ عدم میں تھا۔ محض حرف کن سے اس بت خانہ دنیا میں اس نے قدم رکھا۔ یہ خداوند قدوس کا ایک فعل ہے جو بغیر مادہ کے اس کے دست قدرت سے ظاہر ہوا ہے اس لئے کہ وجود کو عدم میں ضرب دینے سے حاصل ضرب قدم نہیں نکل سکتا۔ (عقائد اسلام صـ۱۱)

امورِ تکوینیہ میں حضرات اہل کشف کا قول زیادہ معتبر ہے

حضرت الاستاذ مولانا سید انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی مسئلہ میں علمائے شریعت اور اولیائے طریقت کا اختلاف پاؤ تو یہ دیکھو کہ وہ مسئلہ امورِ تشریعیہ یعنی احکام شریعت سے متعلق ہے یا امورِ تکوینیہ یا اسرارِ کونیہ کے باب سے ہے۔ پس اگر وہ مسئلہ امورِ تشریعیہ یعنی حلال و حرام، یجوز اور لایجوز سے متعلق ہو تو اس وقت علمائے شریعت کے قول اور فتوی کو ترجیح دینا۔ کیونکہ علمائے شریعت کا گروہ احکام شریعت سے خوب آگاہ ہے اور اگر وہ مسئلہ امورِ تکوینیہ اور اسرارِ کونیہ سے متعلق ہو، اور افعال مکلّفین سے اس کا تعلق نہ ہو تو اس جگہ اولیائے طریقت اور اہل معرفت اور اربابِ بصیرت کے قول کو ترجیح دینا کیونکہ یہ گروہ اہل کشف اور اہل الہام کا گروہ ہے اور بلاشبہ صادقین اور صالحین کا گروہ ہے۔ یہ گروہ جب اپنا کوئی مشاہدہ یا مکاشفہ بیان کرے تو عقلاً اور نقلاً اس کا قبول کرنا ضروری ہے۔ تفسیر معارف القرآن، جلد، ص ۲۹۰)

بروایت مولانا مناظر احسن گیلانی صاحبؒ

عام انسانی تہذیب کا اقتضاء

فرمایا کہ بعض چیزیں دنیا میں ایسی ہیں جن کا ذکر کنائے اور اشارے ہی میں کرنا عام انسانی تہذیب کا اقتضاء ہے۔ پھر یہ نکتہ ان ہی سے سننے میں آیا اور بالکل صحیح بات تھی کہ تراشنے والے ان ہی چیزوں کی تعبیر کے لئے اچھے اچھے الفاظ

تراش لیتے ہیں "پائیں خانہ" مکان کے پچھلے حصے کو کہتے تھے پھر اس سے بیت الخلا مراد لینے لگے لیکن رفتہ رفتہ یہ لفظ "پائخانہ" کی شکل اختیار کر کے خود یہ لفظ بھی گندہ ہو گیا۔ فرماتے تھے کہ معانی کی گندگی رفتہ رفتہ الفاظ تک منتقل ہو کر پہنچ جاتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ تھوڑے تھوڑے دن بعد اس قسم کے الفاظ پر نظر ثانی کی جائے پھر اسی خیال کے مطابق عورتوں کے ایام کی تعبیر میں وہ ہمیشہ ایام طمث" استعمال کرنے کے عادی تھے کیونکہ حیض" کا لفظ خود کنائی تعبیر ہے لیکن کثرت استعمال نے اس کو بھی اس قابل نہیں رکھا کہ مہذب مجلسوں میں اس کے استعمال کو آئندہ جاری رکھا جائے۔ (حیات انور ص۵)

ہدایہ کے بارے میں صاحب ہدایہ کے بڑے مداح تھے۔ عموماً فرماتے کہ ابن ہمام کی فتح القدیر کی جیسی کتاب کے لکھنے کا ارادہ چاہوں تو کر سکتا ہوں لیکن ہدایہ جیسی کتاب لکھنے سے اپنے آپ کو قطعاً عاجز پاتا ہوں۔ (حیات انور ص۶۸)

عام احساسات کے مطابق تعبیریں اختیار کی جاتی ہیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ اس سلسلے میں اپنی تعبیروں کو عام انسانی احساسات کے مطابق اگر قرآن رہنے نہ دیتا مثلاً دن رات کے قصے میں اعلان کر دیتا کہ زمین کی گردش کا یہ نتیجہ ہے تو مطلب اس کا یہی ہوتا کہ جب تک زمین کی گردش کا مسئلہ طے نہ ہوتا قرآن پہ ایمان لانے سے لوگ محروم رہتے کہا کرتے تھے کہ لوگ دن

رات ہی کے ایک حصّے میں الجھے ہوئے ہیں لیکن حقیقت کی پیشی گاہ میں انسانیت جب داخل ہوگا ،، السرائر دپوشیدہ حقائق ، ابل کر اپنی شکلوں میں جب سامنے آجائیں گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ دن رات کے الٹ پھیر ہی صرف ایک ہی بات نہیں بلکہ جو کچھ دیکھا سنا جارہا ہے۔ چکھا اور چھوا جارہا ہے۔ الغرض ہمارے احساسات کا بڑا حصہ اس کی نوعیت ان حالات سے مختلف ہے جنہیں ہم اس وقت پا رہے ہیں گویا وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللهِ مَا لَم کی خبر قرآنی چہرے سے نقاب الٹ کر سامنے آجائے گی تب پتہ چلے گا کہ ہم کیا سوچتے ہیں اور اب کیا ہو رہا ہے۔

یہ بھی کہا کرتے تھے کہ لیل و نہار کا انقلاب زمین کی گردش کا نتیجہ ہے حالانکہ علم کے عصری حلقوں میں اس کو ایک ثابت شدہ غیر مشتبہ فیصلہ قرار دیا جا چکا ہے لیکن باایں ہمہ بولنے والے اب بھی جب بولتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے، طلوع ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کوئی طلوع کی اطلاع دیتے ہوئے یوں نہیں کہتا کہ زمین اس نقطہ تک پہنچ گئی ہے جہاں سے آفتاب کا کنارہ دکھائی دیتا ہے بات یہی ہے کہ عام احساسات کے مطابق تعبیر میں اختیار کی جاتی ہیں۔ (حیات انور صد ۸۹، صنا ۹)

بروایت جناب مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ الفرقان لکھنؤ

فقہ حنفی میں حدیث کے مخالف کوئی چیز نہیں ہے

دارالعلوم دیوبند کے دورہ حدیث کے آخری سال بعد عصر تمام طلبہ سے بالعموم

اور فارغ ہونے والے طلباء سے بالخصوص خطاب فرمایا جس میں ایک بات یہ ارشاد فرمائی "ہم نے اپنی زندگی کے پورے تیس سال اس مقصد کے لئے صرف کئے کہ فقہ حنفی کے موافق حدیث ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل کیا جائے سو الحمدللہ اپنی اس تیس سالہ محنت اور تحقیق کے بعد اس بارے میں مطمئن ہوں کہ فقہ حنفی حدیث کے مخالف نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس مسئلے میں مخالفین احناف جس درجہ کی حدیث سے استناد کرتے ہیں کم از کم اسی درجہ کی حدیث اس مسئلہ کے متعلق حنفی مسلک کی تائید میں ضرور موجود ہے اور اس لئے وہ اجتہاد پر اس کی بنیاد رکھتے ہیں وہاں دوسروں کے پاس بھی حدیث نہیں ہے ر اپنے اس اطمینان کا ذکر فرمانے کے بعد خدام سے فرمایا، لیکن اب مجھے افسوس ہوتا ہے کاش میرا یہ وقت دین کے اس سے زیادہ اہم اور زیادہ ضروری کام میں صرف ہوا ہوتا جو آخرت میں اس کے کام آنے کی زیادہ امید کر سکتا تھا۔ (حیات انور ص ۱۴۱، ص ۱۴۲)

اردو اور انگریزی زبان کی اہمیت

میں نے اپنے عربی اور فارسی ذوق کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمیشہ اردو لکھنے پڑھنے سے احتراز کیا یہاں تک کہ عام طور سے اپنی خط و کتابت کی زبان بھی میں نے عربی اور فارسی رکھی لیکن اب مجھے اس پر بھی افسوس ہے ہندوستان میں اب دین کی خدمت اور دین سے دفاع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اردو میں مہارت پیدا کی جائے اور باہر کی دنیا میں دین کا کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی زبان کو ذریعہ بنایا جائے۔ اس بارے میں

خاص طور سے آپ صاحبوں کو وصیت کرتا ہوں (حیات انور ص۱۴۳)

بروایت مولانا محمد ادریس صاحب سکھروڈی

ائمہ اربعہ کی بے ادبی کا انجام (مولوی احمد اللہ صاحب غیر مقلد سے دوران مناظرہ فرمایا کہ بے شک جو ائمہ کی توقیر نہیں کرتا حق تعالیٰ اس کے قوت حفظ کو سلب کر لیتے ہیں۔ (حیات انور ص۲۴۶)

بروایت حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہٗ بانی جامعہ اسلامیہ کراچی

۱۔ تفسیر ابن کثیرؒ جس کے بارے میں ہمارے استاذ حضرت علامہ انور صاحب کشمیری فرماتے تھے، اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کر سکتی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیرؒ ہے جو تفسیر ابن جریرؒ سے بے نیاز کر دیتی ہے (یتیمۃ البیان بحوالہ علوم القرآن ص۵۰۶)

۲۔ تفسیر کبیر امام رازیؒ جس کے بارے میں حضرت استاذ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کے مشکلات میں مجھے کوئی مشکل ایسی نہیں ملی جس سے امام رازی نے تعرض نہ کیا ہو، اور یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات مشکلات کا حل ایسا پیش نہیں کر سکے جس پر دل مطمئن ہو جائیں اور اس کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ فیہ کل شئی الا التفسیر (اس میں تفسیر کے علاوہ ہر چیز ہے) تو یہ خواہ مخواہ اس کی جلالت قدر کو کم کر کے دکھاتا ہے اور یہ شاید کسی ایسے شخص کا قول ہے جس پر روایات کا غلبہ تھا اور قرآن کریم

کے لطائف و علوم کی طرف توجہ نہ تھی (یتیمۃ البیان بحوالہ علوم القرآن صد ۵۰۶
صد ۵۰۷ از مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ)

انبیاء علیہم السلام کے معجزات آئندہ امت کی ترقیات کی تمہید ہیں۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم کے سامنے حضرت شاہ صاحبؒ نے جو علمی جواہرات بیان فرمائے ان میں ایک موضوع یہ تھا کہ امت میں سائنس و طبیعات میں جو حیرت انگیز ترقیاں ہوئی ہیں انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں ان کی نظیریں موجود ہیں اور انبیاء کرام کے معجزات میں یہ چیزیں قدرت نے اس لئے ظاہر کرائیں کہ یہ آئندہ امت کی ترقیات کے لئے تمہید ہوں۔ اور فرمایا کہ ضرب الخاتم میں اسی کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ راقم الحروف نے حضرت کے ایماء پر یاد سے وہ شعر سنائے جن میں ایک شعر یہ تھا۔

وَ قَدْ قِیْلَ اِنَّ الْمُعْجِزَاتِ تَقَدَّمَ
بِمَا یَرْتَقِیْ فِیْہِ الْخَلِیْقَۃُ فِیْ مَدًی

میں نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم محظوظ ہوتے رہے۔
(حیات انور صد ۱۸۱، صد ۱۸۲)

تفسیر فتح العزیز کی جامعیت کے متعلق

اپنے شیخ حضرت انور شاہ الکشمیری کا قول نقل کرتے تھے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی تفسیر فتح العزیز مکمل ہو جاتی تو کسی تفسیر کی حاجت نہ تھی۔
(محدث العصر از مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی، بینات بنوری نمبر صد ۱۰۲)

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی

کے وصال پر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا تھا" ہماری جماعت میں سب سے افضل عند اللہ تھے چل بسے (بینات بنوری نمبر ص۲۰۳ حضرت شیخ اکابر کی نظر میں از مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ)

بدائع کی تعریف

ہمارے استاذ حضرت انور شاہ الکشمیری کو فقہ میں بدائع بہت پسند تھی۔

(چند یادیں از ڈاکٹر تنزیل الرحمان بینات بنوری نمبر ص۴۳۸)

مفتی کے لئے ایک ہدایت

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی مفتی کے لئے جائز نہیں کہ وہ بحر یا رد المختار یا فقہ حنفی کی مبسوطات کے بغائر مطالعہ کے بغیر فتویٰ دے (یعنی بالتفصیل مطالعہ کے بعد فتویٰ دینا چاہیئے) کیا صحیح کسی نے کہا ہے کہ تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے (یعنی ان سب احتیاط کے باوجود غلطی کا امکان ہے (نفحۃ العنبر ص۸۷)

خود بحر ذخار عالم ہونیکے باوجود فقہ میں تقلید

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں فقہ کے سوا تمام عقلیہ اور نقلیہ فنون میں ائمہ کی تقلید نہیں کرتا۔ فقہ میں میں حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتا ہوں۔ فقہ کے علاوہ دیگر فنون میں میری اپنی مستقل رائے ہے فقہ میں ائمہ مجتہدین کے بعض اقوال میں غور و فکر کرتا ہوں تو اپنے ادراک اور عقل و فہم کو ان حضرات کے اجتہاد کی باریک بینی کے سمجھنے سے قاصر پاتا ہوں اور

ان کے کہنہ حقیقت کی اس قدر گہری رسائی پر حیران ہوتا ہوں (نفحتہ العنبر ص۸۸)

اقوال ائمہ میں اختلاف کے موقعہ پر ذوق ترجیح

اور حضرت رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ جب کسی امر میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ثابت ہو جائے تو میں اسمیں صاحبین کے اقوال کی طرف رجوع نہیں کرتا یعنی حضرت امام اعظم کے ارشاد پر عمل کرتا ہوں اور اگر حضرت امام اعظمؒ سے اس امر میں کچھ مروی نہ ہو تو حضرت امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرتا ہوں اور حضرت امام محمدؒ کے قول کا انتظار نہیں کرتا اور جب امام ابو یوسفؒ سے اس معاملہ میں کوئی قول ثابت نہ ہو تو اس وقت حضرت امام محمدؒ کے قول پر عمل کرتا ہوں اور دیگر مشائخ حنفیہ کے اقوال کی طرف التفات نہیں کرتا اور اگر حضرت امام محمدؒ سے بھی کچھ ثابت نہ ہو تو اس وقت حضرت امام طحاویؒ کے قول پر عمل کرتا ہوں اور اگر عراق اور ماوراء النہر کے مشائخ میں کسی امر پر اختلاف ہو تو اس وقت عراقی فقہا کے قول پر عمل کرتا ہوں اور مشائخ کے اختلاف کے موقع پر ان کی ترجیح کو قابل التفات نہیں سمجھتا کیونکہ اختلاف کے موقع پر اس کی تعبیر ہی میرے نزدیک قوی دلیل ہے (نفحتہ العنبر ص۸۷)

کتاب الام کے متعلق عجیب ارشاد

حضرت امام شافعیؒ کی کتاب "الام" کے بارے میں فرماتے "میں کتاب ام" کے سوا ان کی تمام کتابوں کی تلخیص کر سکتا ہوں (نفحتہ العنبر ص۸۸)

بدائع کا مطالعہ مدرسین اور مؤلفین کے لئے بے حد سود مند ہے

کتاب بدائع کی بہت زیادہ تعریف فرماتے اور فرماتے کہ عراقی حنفیہ کی

اس کے بعد دیکھیں ص ۵۳

مؤلفات خراسانی مؤلفین سے زیادہ مضبوط اور اقوی ہیں لیکن بدائع اس کے باوجود کہ اس کا مؤلف ملک العلماء ابوبکر کاسانی خراسانی ہیں لیکن مضبوطی اور قوت دلائل میں عراقی مؤلفات کی مانند ہے بلکہ ہمارے تمام فقہاء حنفیہ سے عمدگی میں فوقیت رکھتا ہے عالم اگر غور وفکر سے بدائع کا مطالعہ کرے تو وہ فقیہہ النفس ہو جائے گا۔ یہ مفتی حضرات سے مدرسین اور مؤلفین کے لئے زیادہ سود مند ہے۔ (نفحۃ العنبر ص۸۷)

قرآنی اعجاز کی نقاب کشائی کے دو ماہر

مشہور ہے کہ قرآنی اعجاز کی نقاب کشائی امت میں صرف شیخ عبدالقادر جرجانی اور علامہ زمخشری ہی کر سکے چنانچہ مشہور مقولہ ہے لم یدرک اعجاز القرآن الا الاعرجان یعنی قرآنی اعجاز کی دقیق معرفت تک دو ہستیاں پہونچیں اور باتفاق دیکھئے کہ دونوں لنگڑے تھے۔

ہمارے شیخ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ قدس اللہ سرہ اس پر ذیل کا جملہ اضافہ فرماتے احدھما من زمخشر والاخر من جرجان یعنی ان میں ایک زمخشر اور دوسرا جرجان کا رہنے والا تھا (بصائر و عبر ماہنامہ بینات محرم ۹۰ھ)

برروایت استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ بانی خیر المدارس ملتان

زیادہ کتب تصانیف نہ فرمانے کا سبب

ایک بار حاضر خدمت ہو تو فاتحہ خلف الامام سے متعلق اپنی کتاب خاتمۃ الکتاب مجھے عنایت فرمائی اور کہا کہ اسے دیکھو پھر کہا کہ مجھے اس

اب دیکھیے ص ۵۲

بات کا افسوس ہے کہ میں نے یہ کتاب مفت دی طلباء کو پھر انہوں نے چار چار آنے میں بازار میں بیچی میں نے کہا کوئی اور تصنیف نہیں کی فرمایا میرے دل میں مضامین جوش مارتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ بذریعہ تحریر ظاہر کروں مگر میں تحریر میں کوتاہ ہوں اور دوسرا کوئی ایسا ملتا نہیں۔ جو آدمی قابل ہیں وہ فارغ نہیں اور جو نا قابل ہیں وہ ضبط نہیں کر سکتے۔ آسان صورت یہ ہے کہ کوئی قابل آدمی میرے ساتھ رہے جب مضامین کا جوش ہو میں لکھوا دیا کروں مگر ایسا آدمی ملنا مشکل ہے۔

میں جہلا حمقاء کی کتابیں نہیں دیکھتا

میں نے اپنے رسالہ خیر الکلام کے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں چار پانچ صفحات سنائے اس پر میری حوصلہ افزائی کی اور داد دی۔ میں نے سوال کیا کہ آپ نے مولوی عبداللہ روپڑی کا رسالہ الکتاب المستطاب جو آپ کے رسالہ خاتمۃ الخطاب کے جواب میں لکھا گیا ہے دیکھا ہے یا نہیں۔ فرمایا میں جہلا حمقاء کی کتابیں نہیں دیکھتا ہوں، میں نے عرض کیا میں اس وقت اس کا جواب لکھ رہا ہوں، بہت باتیں اس میں قابل استفسار ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ اس میں جو بات قابل استفسار ہو وہ اپنی طرف نسبت کر کے اس کو دریافت کریں میں جواب دوں گا اور کسی غیر کی طرف منسوب کی تو جواب نہیں دیا جائے گا (قلمی تحریر محفوظ در مدرسہ آخیر المدارس ملتان۔

بروایت حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ (شیخ الحدیث)

طحاوی کا خصوصی اہتمام اور مظاہر العلوم میں داخل نصاب کرانا

حضرت علامہ کشمیریؒ مرحوم کو طحاوی شریف کے داخل درس کرانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک بار اس کیلئے بطور خاص اس کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے اور مولانا ذکی صاحب نے فرمایا میری عرصہ سے خواہش طحاوی کے داخل درس کرنے کی رہی ہے میں دارالعلوم دیوبند میں تو اس کا اجراء نہیں کرا سکا آپ مظاہر العلوم میں اس کا اہتمام کرا سکتے ہیں یہ سن کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہم عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوریؒ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اگر تم اس کے درس کی ذمہ داری سنبھالو تو تمہارے استادوں کو خوشی ہوگی مولانا مرحوم نے عرض کیا مذکورہ کتاب کی کوئی شرح موجود نہیں اگر آپ مشکل مقامات پر تعاون فرمائیں تو تیار ہوں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بخوشی قبول فرمالیا چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کاملپوری، حضرت مولانا اسداللہ صاحب اور حضرت شیخ الحدیث کی مشترکہ کاوشوں سے اب شرح چھپ گئی ہے۔

بروایت عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ الباری بانی جامعہ اشرفیہ لاہور

صحت لفظی کا خصوصی اہتمام

فرمایا حضرت مولانا انور شاہ صاحب کلام میں خوب اچھی طرح صحت الفاظ کا خیال فرماتے تھے۔ لفظ نبیؐ کو خوب شد کے ساتھ بولتے تھے۔ (احسن السوانح صـ ۲۵۶)

لفظ ایمان کا مفہوم حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ ایمان کے معنی یہ فرماتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسہ پر احکام کو ماننا" (احسن السوانح)

بروایت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری

نیک صحبت کی ضرورت حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب بہلویؒ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا کہ "حضرت محدث امت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے جب دورہ حدیث پڑھایا تو آخر میں فرمایا لاکھ دفعہ بخاری پڑھو جب تک کسی اللہ والے کے جوتے سیدھے نہ کروگے کچھ نہیں بنے گا۔ (خدام دین لاہور)

واقعی صحبت اہل اللہ کے بغیر علوم ظاہر کی تکمیل سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ے

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں،

فکر آخرت تو صرف اللہ والوں کی صحبت سے ہی حاصل ہوتی ہے ے

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

احقر نے اپنے رسالہ "نیک صحبت اور اس کی ضرورت" میں اس مضمون کو بڑی تفصیل سے عقلاً و نقلاً بیان کر دیا ہے کہ دور حاضر میں اصلاح کا واحد ذریعہ مشائخ کاملین کی صحبت ہے اس سے علماء، نو تعلیم یافتہ، پیر د جوان

بچے اور بوڑھے کوئی مستغنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں اب یہ رسالہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر سے الحمدللہ جلد شائع ہوچکا ہے

بروایت مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری فاضل دیوبند

عبدیت و مسئلہ تقدیر

فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب میں سب سے بڑا لقب عبدہٗ ہے اور عارفین نے سب سے بڑا مقام عبدیت ہی کا بتلایا ہے، اور یہی عبدیت مناظرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں پاکر کھلی کہ دوسرے عالم میں تقدیر کے تحت اپنا عاجز ہونا ظاہر کیا جاسکتا ہے، ور حقیقت ہماری نگاہ جس سطح پر پڑ رہی ہے تقدیر اس سے وراء ہے اور گو تقدیر خداوندی ہی ہمارے سارے اسباب ومسببات کو بے کار کررہی مگر جب وہ سامنے نہیں ہے تو اس سے آڑ پکڑنا بھی نادرست ہے (نطق انور ص ۱۶۷)

علم فقط عمل کا وسیلہ ہے

فرمایا علم وسیلہ ہے جس کا حسن تب ہی ظاہر ہوگا کہ وہ مقصود تک پہنچائے (ھتف العلم بالعمل فان اجاب والا ارتحل یعنی علم عمل کو آواز دیتا ہے اور بلاتا ہے اگر عمل ساتھ آجائے فبہا ورنہ وہ علم بھی گیا گذرا ہوجاتا ہے میں نے ساری عمر میں نہیں دیکھا کہ عاصی و گناہگار کی سمجھ دینیات میں صحیح ہو (نطق انور ص ۱۶۷)

سلہ: بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم ع عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر، احقر قریشی عفرلہٗ۔

مطالعہ کتب کی اہمیت

فارغ التحصیل طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، گھر جا کر مطالعہ کتب ضرور کرتے رہنا کیونکہ علم کسب و محنت ہی سے حاصل ہوتا ہے آدمی کو پہلے ہی سے کتاب دیکھنے کا قصد کر لینا چاہیئے ورنہ علم نہ پڑھے۔ ہدایہ، بخاری شریف وغیرہ پر نظر رکھے اور علماء عارفین کی کتابیں بھی دیکھے۔ بہت سی جگہ احادیث کی حقیقت کو انہوں نے محدثین سے بھی زیادہ اچھا سمجھا ہے مثلاً احادیث متعلقہ احوال بعد الموت۔ لیکن جو عارف شریعت سے ناواقف ہو اس کی کتاب دیکھنا مضر ہوگا سنا ہے کہ پہلے لمعات اور اس کی شرح عارف جامی کی دہلی کے علماء کو پڑھائی جاتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ حجۃ اللہ البالغہ اور الطاف قدس بھی مطالعہ میں رکھنا (نطق انور صـ ۱۶۸)

سماع موتیٰ کی لطیف توجیہہ

فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ (بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے) اور وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ (اور آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں) میں نفی وجود[1] سماع نہیں بلکہ نفی انتفاع ہے جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے منظومہ میں فرمایا (آیۃ النفی معناھا سماع ھدی الخ (اس آیت میں ہدایت کے سنانے کی نفی ہے) اور میں نے اس طرح ادا کیا ہے وآیۃ النفی انتفاعھم (ای اجابتھم) (نطق انور حصہ اول صـ ۱۰۶)

مرزا قادیانی کی تکفیر پانچ وجوہ سے:-

فرمایا کہ میں نے عدالت میں پانچ وجوہ سے تکفیر مرزا ثبوت کا ثبوت پیش

[1] یعنی اس آیت سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا۔ احقر قریشی

کیا ہے (۱) دعویٰ نبوت (۲) دعویٰ شریعت (۳) توہین انبیاء علیہم (۴) انکار متواترات وضروریات دین (۵) سبّ انبیاء علیہم السلام۔

سبّ کے معنی اور اقسام اور سبّ کے معنی برا بھلا کہنا، ناسزا کہنا، گالی دینا ہیں اس کے لئے قذف کا لفظ آتا ہے اور سبّ کی **اقسام** بہت ہیں مگر جو یہاں کے متعلق اور حسبِ حال تھیں وہ تین اقسام بیان کیں (۱) سبّ لزومی:- جو بلا قصد آجائے جبکہ مقصد کوئی دوسری چیز بیان کرنا ہو۔ ۲- سبّ تعریضی:- دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ چھوڑنا جیسے مرزا نے انجیل وغیرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کئے ہیں اور مقصد اپنا دل ٹھنڈا کرنا ہے چنانچہ دو چار ورق کے بعد کہیں جا کر حوالہ دے دیتے ہیں ورنہ بڑی تفصیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلافِ شان حالات لکھے چلے جاتے ہیں تاکہ دوسروں کے قلوب سے ان کی عزت و وقعت کم کریں حالانکہ خود تعزیرات ہند میں بھی ہے کہ اگر کوئی ہندوستانی کسی انگریز مؤرخ کے لکھے ہوئے کسی واقعہ کو بلا کم و کاست نقل کر دے اور اس سے نفرت پھیلتی ہو تو اس پر مقدمہ قائم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کو جرم سمجھا گیا ہے۔ (۳) سبّ صریحی:- یہ ظاہر ہے اور میں نے اس کو ثابت بھی کیا اور اس سلسلہ میں مرزا کا یہ شعر پڑھ کر سنایا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس پر وکیل مرزائیین نے اعتراض کیا کہ مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے ایک شعر میں بھی ایسا ہی مضمون ہے اس کا کیا جواب ہے؟ وہ شعر یہ ہے

ؒ نعوذ باللہ منہ۔ اخگر قریشی عفرلہ

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس پہ عدالت میں ہزاروں کا مجمع تھا اور ان میں ہندو بھی تھے یہ کہتے کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ شعر میں ایک تو شاعری ہوتی ہے دوسرے جھوٹ احسنہ اکذبہ (یعنی شعر میں جتنا زیادہ جھوٹ ہو اتنا ہی زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے) اور تیسرے مبالغہ۔ شاعری میں تخیل اور خیال آفرینی ہوتی ہے یعنی حقیقت شئی کے آس پاس آنا اور خود اس کو ظاہر نہ کرنا جس کا مقصد اچنبھے میں ڈالنا ہوتا ہے۔

اور یہ بھی قابل ذکر ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو بتلانا یہ خاصہ خدا کا ہے کہ وہی اشیاء کی حقائق کو کما ہی بلا کم و کاست بیان کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔ پس شاعر اپنے شاعرانہ جذبات میں بہ ظاہر ہی نہیں کرنا چاہتا کہ میں کوئی حقیقت بیان کر رہا ہوں نہ وہ اس کا مدعی ہوتا ہے البتہ کسی اچھوتے تخیل یا خیال آفرینی کی صرف داد چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت الاستاذ مولانا شیخ الہندؒ کی مراد یہ ہے کہ ہمارے مشائخ طریقت و شریعت نے مردہ دلوں کو زندہ کیا اور زندہ دلوں کو مرنے نہ دیا اس مصرعہ میں صرف دل کا لفظ محذوف ہے جس سے شاعر نے اچنبھے میں ڈالا ہے اور خیال آفرینی کی داد چاہی ہے پھر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں بڑے مشہور نامور پیغمبر گذرے ہیں اس لئے ان کو اس میں سب سے بڑا فرض کیا ہے کہ وہ دیکھیں تو اس کی داد دے سکتے ہیں جیسے بڑے چھوٹوں کی کارگذاری پر داد دیا کرتے ہیں لہٰذا حضرت مولانا کے شعر میں خالص ایمان ہے اور مرزا کے شعر میں خالص

کفر ہے کیونکہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس منقبت اجیائے موتی میں سب سے زیادہ معظم و مکرم قرار دے کر اپنی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی بڑی سے بڑی عظمت کا اقرار فرمایا ہے اور اس کے برعکس مرزا نے اپنے شعر کے پہلے مصرعہ میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے ذکر مبارک سے اعراض کی تلقین کی جیسے کسی کمتر کے ذکر کو ناقابل التفات سمجھ کر ایسا کہا جاتا ہے اور دوسرے مصرعہ میں مزید اہانت یہ کی کہ صاف طور سے کہہ دیا کہ اس سے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے بہتر غلام احمد ہے۔ نعوذ باللہ من ھذ ۱۲ لکفی بات اس سے زیادہ کفر کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

دوسرے شعر میں جھوٹ ہوا کرتا ہے اور اس کا قائل اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ تیسرے مبالغہ ہوا کرتا ہے کہ شاعر چھوٹی چیز کو بڑا دکھلاتا ہے اور خود قائل بھی سمجھتا ہے کہ یہ غلط ہے اور اگر کسی مجمع میں اس سے دریافت کیا جائے تو وہ اس کے زائد از حقیقت ہونے کا اقرار کرے گا۔

(نطق انور ص۲۶ تا ص۲۸)

پھر جھوٹے اور شاعر میں فرق یہ ہے کہ جھوٹا کوشش کرتا ہے کہ میرے کلام کو لوگ حقیقت مان لیں اور شاعر کی یہ کوشش بالکل نہیں ہوتی بلکہ وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ لوگ میرے اس کلام کو حقیقت پر محمول نہیں کریں گے چنانچہ مرزا صاحب نے خود اپنی کتاب دافع البلاء کے ص۲۰ پر لکھا ہے کہ یہ باتیں شاعرانہ ہیں حقیقت پر مبنی نہیں۔

بروایت مولانا عبدالرشید صاحب نسیم المعروف علامہ طالوت مرحوم

علامہ طالوت مرحوم کو حضرت شاہ صاحب کی نصیحت

دار العلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ہر لحاظ سے ایک پسماندہ علاقہ میں جا رہا ہوں خصوصاً دینی لحاظ سے لوگ بہت کم علم ہیں اس لئے کوئی نصیحت اور دعا فرما دیجیئے اس پر حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا:۔

" عبدالرشید دیکھو، اللہ نے تمہیں قلم کا علم اور شعری حکمتوں سے نوازا ہے تم اپنے قلم و علم کا رخ فتنہ مرزائیت کی طرف پھیر دو میں تمہارے اندر کچھ جواہرات دیکھتا ہوں اس سے تم اپنی زندگی کا مشن اپنے شعروں کے ذریعہ نبوت کاذبہ کے خلاف جہاد میں صرف کرو (الرشید ساہیوال مدنی و اقبال نمبر صد ۴۵۱)

چنانچہ اس کے بعد علامہ طالوت مرحوم نے اپنی شاعری ختم نبوت کے لئے وقف کر دی اور سرائیکی زبان میں بھی ان کے اشعار ہیں۔

بروایت مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہم مہتمم مدرسہ امداد العلوم ملک پورہ ایبٹ آباد

شرح جامی اور شرح تہذیب کی اہمیت

فرمایا کہ شرح جامی اور شرح تہذیب کو سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو بنیاد علم قائم ہو جاتی ہے۔

(نصائح عزیزیہ صد ۴۹)

کنز الدقائق اور مشکوٰۃ کے مطالعہ سے علم تازہ رہے گا

ایک طالب علم سے فرمایا کہ فقہ کی کتاب کنز الدقائق زیر مطالعہ رکھو اور مشکوٰۃ شریف بھی پڑھتے رہا کرو، اس سے علم تازہ ہوتا رہے گا۔ (نصائح عزیزیہ صفحہ ۹)

حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ کلام پاک کی بے حد تائید و تعریف

دوران قیام مدینہ منورہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب غالباً ۹ ذیقعدہ ۱۳۸۹ کو حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرماتے تھے کہ اگر قرآن مجید اردو میں ہوتا تو شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ میں ہوتا اپنے متعلق حضرت مولانا بدر عالم صاحب نے فرمایا کہ میں نے شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ صرف پڑھا نہیں بلکہ اس کو اچھی طرح رٹا ہے۔ (نصائح عزیزیہ صفحہ ۹)

اس سے دور حاضر کے طلباء اور فارغین درس نظامی کے لئے درس عبرت ہے جو بعد فراغت تعلیم خود کو کسی ترجمہ قرآن مجید دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ احقر نے وقت کے بحر ذخار علماء کو دیکھا ہے کہ وہ ترجمہ قرآن مجید کے وقت اپنے اکابر کے کسی نہ کسی ترجمہ کو ضرور پیش نظر رکھتے حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق ہر عالم کو بھی اپنے اکابر کے کسی نہ کسی ترجمۂ قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد درس دینا چاہیئے اور یہی احتیاط کا تقاضا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کے اپنے نفس سے سوءِ ظن کی مثال

حضرت مولانا بدرِ عالم صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے علامہ حضرت محمد انور شاہ صاحب کو دیوبند میں تنخواہ لیتے وقت روتے دیکھا آنسو جاری ہیں فرماتے ہیں ہم میں اخلاص ہوتا تو بلا تنخواہ پڑھاتے۔ مدرسہ دیوبند حضرت شاہ صاحب کو دو سو روپیہ ماہوار دینے پر مُصر تھا اور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے کہ میں تو ڈیڑھ سو ہی لوں گا آخر کار فیصلہ پونے دو سو پر ہوا اس کے باوجود تنخواہ لیتے وقت روتے تھے، اسی ضمن میں حضرت مولینا بدرِ عالم صاحب نے فرمایا کہ مولوی کے پاس اخلاص کم ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں عامی شخص کے پاس اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میں دنیا کے اندر پھنسا ہوا ہوں مولوی ہر وقت اپنے متعلق یہ سمجھا ہوا ہوتا ہے کہ میں اخلاص رکھتا ہوں، دین رکھتا ہوں (نصائح عزیزیہ صنہ ۹۰، صا ۹۱)

بروایت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہم جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ کا مفہوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ یعنی روزہ ڈھال ہے امام العصر سید انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ نے روزہ کو ڈھال سے تشبیہ دی ہے اور یہ اصول ہے کہ ڈھال وار کو روکنے کے لئے بائیں ہاتھ کے ذریعہ استعمال میں لائی جاتی ہے اس لئے

روزہ بھی بائیں جانب سے انسان کا قبر میں دفاع کرے گا۔
ہفت روزہ خدام الدین لاہور مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ)

افاداتِ خاصہ

شریعت کے دو باب حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت میں دو باب ہیں ایک باب وہ ہے جس میں فی حد ذاتہٖ نماز کے احکام اور شرائط کا بیان ہے اور دوسرا باب امام اور مقتدی کے بیان میں ہے۔ ہر باب کے احکام علیحدہ ہیں۔ ایک باب کی حدیثوں کو دوسرے باب کی حدیثوں کے ساتھ خلط نہ کرنا چاہیئے پس جن احادیث میں یہ آیا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی یا یہ آیا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز ناقص اور ناتمام ہے اس قسم کی حدیثیں امام اور منفرد کی نماز سے متعلق ہیں کہ جو شخص خود نماز پڑھے یا دوسروں کو پڑھائے اس کے لئے فاتحہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ سورت کا ملانا بھی ضروری اسی وجہ سے اس قسم کی احادیث میں فصاعدًا اور وما زاد اور ما تیسر کا لفظ آیا ہے اس قسم کے تمام الفاظ کا صاف مطلب یہی ہے کہ نماز میں فاتحہ اور سورت دونوں ہی کا پڑھنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حکم امام اور منفرد کے لئے مخصوص ہے کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی کے لئے سوائے فاتحہ کے کچھ اور پڑھنا حرام ہے لقولہ علیہ السلام لا تفعلوا الا بام القرآن اور جن احادیث میں مقتدی کے احکام کا ذکر ہے وہاں کسی جگہ تو استماع اور انصات کا حکم ہے اور کسی جگہ یہ حکم

ہے کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کافی ہے اور جن لوگوں نے غلطی سے قرأت خلف الامام کر لی ان سے آنحضرت نے باز پرس فرمائی اور اور مقتدی کی قرأت کو منازعت اور مخالجت اور مخالطت قرار دیا صحابہ کرام سمجھ گئے کہ حضور پرنور کا مقصود قرأت خلف الامام سے نہی اور ممانعت ہے اس لئے تمام صحابہؓ قرأت خلف الامام سے باز آگئے جیسا کہ مؤطا مالک میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فانتھی الناس عن القراءۃ یعنی سب لوگ آپ کی باز پرس سے سمجھ گئے کہ آپ کا مقصد نہی اور ممانعت ہے اس لئے سب لوگ قرأت خلف الامام سے باز آگئے۔ (سبیل الرشاد ص ۳۲)

شاید یہ نہیں کہا جا سکتا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلا اجماع مدعی نبوت کے قتل پر ہوا

کیونکہ بعد اتباع امت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دیر سے ہوا ہے

پہلا اجماع جو اس امت محمدیہ میں ہوا ہے وہ اس پر ہوا ہے کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے نبی کریم صلی اللہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مسیلمہ کے قتل کے واسطے صحابہ کو بھیجا۔ کسی نے اس میں تردد نہ کیا۔ یعنی جو خاتم النبیین کے بعد دعویٰ نبوت کرے تو وہ مرتد اور زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کے قاصد آئے تھے آپ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ وہ نبی ہے اس پر انھوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا

اگر یہ نہ ہوتا تو آج تمہاری گردن مار دیتا۔

اس کے بعد معجم طبرانی میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو ان قاصدوں میں سے ایک کوفہ میں ملا، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں وہ مسیلمہ کا نام لیتا تھا فرمانے لگے کہ اب تو یہ قاصد نہیں ہے حکم دیا کہ اس کی گردن ماردی جائے۔

یہ روایت بخاری کی کتاب الکفالت میں بھی موجود ہے۔ جو روایت معجم طبرانی سے نقل کی گئی ہے وہ بھی سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔

(حجت شرعیہ ص۱۴۶، ص۱۴۷ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

مفہوم موت پر زمانہ جاہلیت سے اختلاف

حضرت علامہ سید انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (جاہلیت کے اعتقاد میں موت پر "توفی" کا اطلاق درست نہ تھا کیونکہ ان کے اعتقاد میں نہ بقائے جسد تھی نہ بقائے روح، توفی وصول کرنے کو کہتے ہیں ان کے عقیدے میں موت توفی نہیں ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید نے موت پر توفی کا اطلاق کیا اور بتلایا کہ موت سے وصول یابی ہوتی ہے نہ فناء محض اس حقیقت کو ایک کلمہ سے عیاں کر دیا اور کہیں اس لفظ کا اطلاق اپنے اصلی معنی سے جسد مع الروح کے وصول کرنے پر کیا (مقدمہ مشکلات القرآن ص۶)

حیات اور روح کی لغت کی رو سے دو حقیقتیں

حیات اور روح لغت کی رو سے دو مختلف حقیقتیں ہیں حیات روح کا عین نہیں بلکہ اس کے تعلق کا ایک ثمرہ ہے بعض

عام لوگوں کا گمان ہے کہ روح ہی نفس حیات ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں (تحیۃ الاسلام ص۳۶) بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ (حیات فی القبر اعادہ روح کے باب میں متردد رہے ہیں (یعنی اسے قطعی نہیں جانتے رہے) اور حیات اور روح کے تلازم کے قائل نہیں (یعنی قبر میں حیات جسمانی کے لئے اعادہ روح ضروری نہیں محض تعلق روح سے بھی وہاں حیات کا تحقق ہو جاتا ہے (مہذب القلوب ص۸۶ بحوالہ مدارک لاذکیا فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام ص۶۰)

قبر کے بعض اعمال مخصوصہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ نے بے خبری میں ایک قبر پر خیمہ گاڑ دیا اس سے سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک کی آواز آرہی تھی حتیٰ کہ اس نے تمام صورت ختم کی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ نے آکر واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ سورت عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے

خاتم المحدثین حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بے شک بہت سے اعمال قبروں میں بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں جیسے کہ دارمی کی روایت میں اذان اور اقامت کا وجود (واقعہ حرہ) اور ترمذی کی روایت سے قبر میں قرأت قرآن کا ثبوت ملتا ہے۔

(فیض الباری جلد ۱ ص۱۸۵ بحوالہ مقام حیات)

التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے متعلق ارشاد

مذکورہ کتاب پر اپنی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں "از بحق راستی شہادت داده آید کہ تا حال کدام نسخہ از مطبوعات مشکوٰۃ شریف ہمچو خدمت مولوی صاحب مصرف بر بسیط گیتی موجود نیست" یعنی میں حق و صداقت کے لئے شہادت دیتا ہوں کہ کوئی نسخہ مطبوعہ مشکوٰۃ کی شرح مولوی صاحب کی شرح کی مانند روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔

تفسیر بیان القرآن از حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح

بروایت تحریر مفتی اعظم پاکستان سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ مجھے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ ہمیشہ یاد رہتا ہے کہ مجھے اردو زبان کی کتابوں سے کبھی دلچسپی نہ تھی اکثر عربی کتب ہی مطالعہ میں رہتی تھیں لیکن بیان القرآن نے مجھے اپنے دیکھنے پر مجبور کر دیا تقریباً بیان القرآن اور بقول عارف باللہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رح حضرت شاہ صاحب یوں فرمایا کرتے کہ بیان القرآن دیکھ کر تو مجھے اردو کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا ورنہ میں سمجھتا تھا کہ اردو میں علوم عالیہ کہاں۔

(اشرف السوانح)

عام اشعار سے موت کا استحضار

حضرت کشمیریؒ یہ اشعار پڑھوا کر سنتے اور بہت روتے کہ نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے ۔

رنگائے چنریا بھنگائے ری سیس — تو کیا کیا کرے گی اری دن کس دن
نہ جانے بلائے پیا کس گھڑی — کھڑی منہ تکے گی اری دن کے دن
